UNIVERSAL LIBRARY
OU_224730
UNIVERSAL LIBRARY

انجمن اساتذۂ بلدۂ حیدرآباد

پس افتادہ طلبائے کے متعلق سب کمیٹی کی رپورٹ

ضمیمہ حیدرآباد ٹیچر

بابتہ آذر ۱۳۴۳ف

اسمائے ارکان کمیٹی

(۱) جناب مولوی سالم بن سعید صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی صدر مدرس مدرسۂ فوقانیہ دارالشفاء
و مولوی سید مجتبیٰ حسین صاحب نقوی بی اے ڈپ ایڈ لیڈز صدر مدرس مدرسۂ فوقانیہ نام پلی } مجلس میں مدرس

(۲) جناب مولوی سید نور الحسن صاحب بی اے۔بی۔ٹی (علیگ) ٹی ڈی سی۔ٹی (گلاسگو) اول مددگار مدرسۂ فوقانیہ نام پلی

(۳) جناب مولوی سید فخر الحسن صاحب بی۔اے بی ٹی (علیگ) لکچرار عثمانیہ ٹریننگ کالج بلدۂ کارگزار
و مولوی سید عبدالرزاق صاحب بی۔اے۔ایم۔ایڈ (لیڈز) پرنسپل اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد

(۴) جناب ابوالمکارم مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی۔اے۔ ڈپ۔ایڈ مددگار مدرسۂ فوقانیہ نام پلی

(۵) جناب مولوی غلام دستگیر صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی مددگار مدرسۂ فوقانیہ دارالشفاء

مطبوعہ
اعظم اسٹیم پریس چار مینار حیدرآباد دکن

عـ ۱۰۲
۵۰۰

بیاک ورڈ چلڈرن کمیٹی کی رپورٹ

تمہید | قدرت نے ہمیں انواع واقسام کی نعمتوں سے مالامال وسرفراز کیا ہے۔ اس کے جواب میں وہ ہم سے ان نعمتوں کا صرف شکریہ چاہتی ہے۔ آنکھوں کی نعمت تمام نعمتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس کا شکریہ یہ ہے کہ ہم نابیناؤں کی مدد و دستگیری کریں۔ پروردگار عالم نے ہمیں صحت جو ہزار نعمتوں کی ایک نعمت ہے اس لئے دی ہے کہ ہم دنیا کے کاموں کو بطریق احسن انجام دیں اور بیماروں کی تیمارداری کرکے اس عطیہ بے بہا کا شکریہ ادا کریں۔ دولت کا شکریہ یہ ہوسکتا ہے کہ بنی نوع انسان میں جو بھوکے اور برہنہ ہیں اُن کی غذا اور لباس کا انتظام کریں۔ ہمیں عقل صحیح جو عطا فرمائی گئی ہے کیا اُس کی شکرگذاری ہم پر فرض نہیں ہے؟ ہم اس سپاس گزاری کے بارگراں سے صرف اُسی وقت سبکدوش ہوسکتے ہیں جب کہ ہم ضعیف العقل لوگوں اور بچوں کی دامے درمے اور سخنے مدد کریں۔

قطع نظر اس کے انسانی جماعت اُسی وقت میدان ترقی میں کامیابی کے ساتھ گامزن ہوسکتی ہے جب کہ اس کے تمام افراد اچھے ہوں۔ انسانی جماعت کو اگر جسم انسانی سے تشبیہ دیں تو نامناسب نہ ہوگا۔ انسان کا جسم اُسی وقت نشو ونما پاسکتا ہے جبکہ اس کے تمام اعضاء صحیح وسالم ہوں۔ اگر اس کے ایک عضو میں بھی نقص وخرابی پیدا ہو جائے تو جسم کی ترقی ناممکن ہوجائے گی۔ یہی حال انسانی جماعت کا ہے۔ یہ کئی اجزا پر مشتمل ہے مثلاً صحیح العقل ضعیف العقل خفیف العقل۔ اور مخبوط العقل۔ آخر کے دو اقسام کی تعداد اس درجہ کم ہے کہ اگر ان کو نظرانداز کر دیا جائے تو انسانی جماعت کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچتا۔ برخلاف ان کے ضعیف العقل گروہ کی تعداد قابل لحاظ ہے۔ اگر اس گروہ سے بے اعتنائی برتی جائے تو انسانی جماعت کو ناقابل تلافی نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ چنانچہ حالیہ تحقیق سے ہمیں جو اعداد وشمار معلوم

ہوئے ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت انگلستان میں تین لاکھ طلبار پس افتادہ یا ضعیف العقل ہیں۔ ان کی اصلاح اور تربیت کے لئے ممکن اور مفید ذرایع اختیار کئے گئے ہیں تاکہ ان کی عدم تربیت سے انگریزی سوسائٹی کو نقصان نہ پہنچے۔

تجربہ کار مدرس صاحبان اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ غبی طلبار کی تعداد ہر جماعت میں فی صدی دس سے کم نہیں ہوتی۔ چنانچہ حال ہی میں Children's Department of the Institile of Medical Psychology of England نے ۵ سے ۱۶ سال کی عمر کے ۲۰۰ میں سے ۵۰ بچے اصطلاحی معنوں میں پس افتادہ چھانٹ کر نکالے اگر اس قابل لحاظ تعداد کو محض اس خیال سے کہ یہ صحیح العقل طلبہ کے ساتھ نہیں چل سکتی چھوڑ دیا جائے تو اس انسانی جماعت کو کتنا نقصان ہوگا۔

ہمارے مدارس میں اس وقت پس افتادہ طلبہ کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ طلبار ترقی سے محروم کر دئے جاتے ہیں اس طرز عمل سے انکی اور مدرس کی سخت حوصلہ فرسائی ہوتی ہے۔ مدرس کی حوصلہ فرسائی اس طرح کہ اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے طریقۂ تعلیم کے ناقص ہونے سے یہ طلبا محرومی کا شکار رہے کم عمر طلبار یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ جب عمر رسیدہ طلبار ناکام ہوں تو پھر ان کا کیا حشر ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے اثرات دونوں کے لئے حوصلہ شکن وہمت فرسا و مانع ترقی ہیں۔ ماسوا اس کے بڑی عمر کے طلبار کے ساتھ کم عمر طلبار کا ملنا جلنا کئی وجوہ سے نامناسب ہے قطع نظر ان وجوہ کے پس افتادہ طلبار کو اس قسم کے برتاؤ سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ایک ہی جماعت میں کئی کئی سال تک ایک ہی نصاب پڑھنے سے انہیں اس سے دلچسپی مطلق نہیں رہتی۔ دلچسپی کا فقدان حصول تعلیم کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ اس طرز عمل سے وہ اس امر پر مجبور ہیں کہ اپنے سے کم عمر طلبار کے ساتھ ایک سال نہیں بلکہ دو دو سال تعلیم پائیں جس سے ان کا ذاتی وقار جاتا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ دیکھکر کہ جماعت میں ان سے کم عمر طلبار کی تعریف وستائش ہوتی ہے اور ان کی طرف کوئی بھولے سے بھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تو اپنی رہی سہی ہمت بھی کھو بیٹھتے ہیں حصول تعلیم میں دلچسپی اور امید دو ایسے عناصر ہیں کہ ان کی مدد سے طلبار تعلیم کی دشوار گذار منازل بھی خوشی خوشی طے کرنے پر مائل پائے جاتے ہیں۔ مگر ان دو عناصر کے فقدان سے سخت سے سخت محنت بھی نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی۔

ہماری فیاض سرکار بلا لحاظ قوم وملت تعلیم پر بے دریغ روپیہ صرف کر رہی ہے مگر طلبار کی ایک معقول تعداد اس سے متمتع نہیں ہونے پاتی۔

یہ ظاہر ہے کہ انسان کا جسم جب تندرست ہوتا ہے تو وہ ہر قسم کی غذا نہ صرف کھا سکتا ہے بلکہ اس کو ہضم بھی کر سکتا ہے۔ اور یہ غذا اُس کے لئے منفعت بخش ہوتی ہے برخلاف اس کے مقوی اور لذیذ غذا اگر کسی بیمار کو دیجائے تو وہ اس سے اظہار تنفر کرتا ہے۔ ایسی غذا سے بجائے اس کے کہ بیمار کو فائدہ پہنچے الٹا نقصان پہنچتا ہے۔ یہ ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے۔ دماغ کا بھی یہی حال ہے۔ اگر اس کو مناسب حال تعلیم دیجائے تو اس سے دماغی نشو نما ظہور پذیر ہوتی ہے ورنہ الٹا اثر مترتب ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارا یہ کہنا کہ پس افتادہ طلبا موجودہ تعلیم سے استفادہ نہیں کر رہے ہیں مبنی بر واقعات وحقائق ہے کیونکہ جو صحیح العقل ہوتے ہیں وہ ہر قسم کی تعلیم کو اپنی استعداد کے مطابق قبول کرتے اور اس سے مستفید ہوتے ہیں مگر پس افتادہ کے لئے یہی تعلیم ناگوار خاطر ہو جاتی ہے اور بجائے مفید ہونے کے مضر بلکہ بے حد مضر ثابت ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ مدرس اوسط ذہن رکھنے والے طلبار کا لحاظ کر کے تعلیم دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جماعت میں ایک ہی قابلیت یا ذہنیت کے بچے نہیں ہوتے بلکہ کچھ نہایت ذہین کچھ ذہین زیادہ تر اوسط اور قابل لحاظ تعداد پس افتادہ طلبار کی ہوتی ہے۔ بعض ماہران نفسیات نے تو یہ بھی کہا ہے کہ ۳۵ طلبار کی جماعت میں ۱۵ سے ۲۰ تک غبی طلبار ہوتے ہیں اس لحاظ سے تو غبی طلبار کی تعداد پچاس فیصد سے زاید ہو جاتی ہے ملاحظہ ہو

The Problen of Back ward Stuefents
in Schools The Punjab Educational
Jovrnal Feb 1933.

یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ جو تعلیم اوسط ذہن کے طلبا کے معیار سے دیجائے گی۔ اس سے بلحاظ جدید نقطہ نظر پچاس فیصد طلبار کی تعداد محروم رہ جائے گی۔ ظاہر ہے کہ مدرس کی ایک وقت کی توضیح وتشریح سے ذہین طلبار اچھی طرح سمجھ جاتے ہیں۔ اس کے دو تین دفعہ کے اعادہ سے اوسط ذہنیت کے طلبا بھی مستفید ہو جاتے ہیں۔ اگر مدرس پس افتادہ طلبار کی تفہیم کی کوشش کرے تو جماعت میں ضبط قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ذہین اور اوسط ذہن کے طلبا سامان دلچسپی کے فقدان کی وجہ سے جماعت میں گڑبڑ شروع کر دیتے ہیں۔ مدرس۔ جماعت کے ضبط اور

ذہین طلبا کے فائدہ کے مدنظر آگے بڑھ جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غبی طلبا کو سوائے محرومی سے ہمکنار ہونے کے اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ ماہران فن تعلیم نے اس عظیم نقصان کے سد باب کے لئے انفرادی تعلیم کے مختلف طریقے جاری کئے ہیں جن میں سے کنڈر گارٹن۔ پروجکٹ میتھڈ۔ مانٹی سوری سسٹم ڈالٹن پلان اور گیری سسٹم نے شہرت دوام حاصل کر لی ہے نیز اس تمام بحث و تمحیص سے ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ تعلیم صرف اوسط ذہنیت کے طلبا کے لئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ غبی طلبا اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے اور نہ اٹھا سکتے ہیں۔

متذکرہ بالا امور کے مدنظر انجمن اساتذہ بلدہ نے جس نے حیدرآباد دکن کی تعلیم میں روح پھونکنے اور اس کو صحیح راستے پر لانے کا بیڑا اٹھایا ہے ذور دی ۱۳۴۲ف میں بیاک ورڈ چلڈرن کمیٹی قائم کی تاکہ پس افتادہ طلبا کی تعلیم کے نہایت اہم مسئلہ پر غور کرکے کچھ مفید تجاویز پیش کرنے۔ جس سے ہم مدرسین بعلت ممکنہ ان کی تعلیم کی طرف کماحقہ متوجہ ہوں اور جذبہ اظہار تشکر کی ادائی کے ساتھ ساتھ ہم اپنی ذمہ داریوں سے بھی سبکدوش ہو کر انسانی جماعت میں بجائے ناقص و ضعیف العقل عنصر زیادہ کرنے کے اس میں صحیح العقل عنصر شامل کرنے کے باعث ہوں۔ اس سے نہ صرف ہماری سوسائٹی کا درجہ بلند ہوگا بلکہ ہماری جماعت کا یہ قابل لحاظ عنصر بھی زندگی کی گوناگوں دلچسپیوں سے حظ اندوز ہوگا۔

یہ کمیٹی حسب ذیل اراکین پر مشتمل تھی۔

۱۔ جناب مولوی سالم بن سعید صاحب۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ دار الشفا۔

۲۔ جناب مولوی سید نور الحسن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی علیگ ٹی۔ ڈی۔ سی۔ ٹی (گلاسگو) اول مددگار مدرسہ فوقانیہ نامپلی۔

۳۔ جناب مولوی سید فخر الحسن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ (علیگ) صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ چنچل گوڑہ

۴۔ جناب ابو المکارم مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی۔ اے۔ ڈپ اڈ مددگار مدرسہ فوقانیہ نامپلی۔

۵۔ جناب مولوی غلام دستگیر صاحب بی اے۔ بی ٹی۔ مددگار مدرسہ فوقانیہ دار الشفاء

مولوی فخر الحسن صاحب کے کثیر مشاغل کی وجہ سے کمیٹی ہذا صاحب موصوف کے قیمتی

شوروں سے زیادہ فائدہ نہ اٹھاسکی۔ آپ کی جگہ پر کمیٹی کو جناب مولوی سید عبدالرزاق صاحب بی۔اے۔ایم۔اے۔ایڈ (لیڈز) پرنسپل اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد سے نہایت قیمتی مشورے لینے پڑے۔

مولوی سالم بن سعید صاحب کے انگلستان جانے کے بعد جناب مولوی سید مجتبیٰ حسین صاحب نقوی بی۔اے۔ ڈپ۔ایڈ (لیڈز) پرنسپل مدرسہ فوقانیہ نامپلی کمیٹی ہذا کے ممبر مجلس منتخب کئے گئے ابتدائی زمانہ سے لے کر ترتیب رپورٹ تک اس کمیٹی کو مختلف قسم کی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا جس کا اعادہ یہاں پر تحصیل حاصل ہوگا۔

چونکہ پس افتادہ طلبا کی تعلیم کا مسئلہ اہم ترین مسائل تعلیمی میں سے ہے۔ اس لئے کمیٹی کے ارکین نے جن کے غالب حصہ نے مضمون زیر بحث پر اپنی تعلیم کے زمانہ میں کافی غور و مطالعہ کیا ہے۔ اپنے (۱۲) اجلاسوں میں جو زیر بحث مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے لئے منعقد ہوے اپنے اپنے خیالات پیش کئے۔ ان خیالات کا معتد بہ حصہ جناب مولوی سید نورالحسن صاحب کا پیش کردہ ہے جو اس رپوٹ کی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

غبی طلبا کن کو کہتے ہیں زمانہ حال کے نفسیات دانوں نے بلحاظ قابلیت دماغی حسب ذیل ذہنی مدارج قائم کئے ہیں۔ (Normal) معمولی۔ (Super-normal) فوق المعمولی (Sub-normal) تحت المعمولی۔ تحت المعمولی کو چار اقسام پر تقسیم کیا گیا ہے یعنے مخبوط العقل (The Idiot) خفیف العقل (The Imbecile) ضعیف العقل (The Feeble minded) اور پس افتادہ (Baok ward)

مخبوط العقل کی تقسیم کے تحت وہ بچے آتے ہیں۔ جن میں اس قدر نقص ہو کہ وہ خود کو خطروں سے بھی محفوظ نہ رکھ سکیں خفیف العقل ان کو کہا جا سکتا ہے جن میں خود کو خطروں سے محفوظ رکھنے کی صلاحیت تو ہوتی ہے مگر پیدائشی نقص کی وجہ سے اپنی روزی کمانے کی قابلیت نہیں ہوتی ضعیف العقل وہ ہیں جو محض خاص تربیت کی وجہ سے روزی کمانے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ آلفرڈ بینے۔ اور سائمن کا خیال ہے۔ کہ جو بچہ بذریعہ تحریر و تقریر اپنے خیالات کے اظہار سے قاصر رہے اور جو ان دو ذرائع سے دوسروں کے خیالات سے مستفید نہ ہو سکے۔ ابلہ (Idiot) ہے۔

Imbe cile) وہ ہے جو گفتگو تو کر سکے لیکن لکھنے سے قاصر ہو، نہ اپنے خیالات قلمبند کر سکے نہ دوسروں کی تحریر سمجھ سکے۔

The year Book of Education) مولفہ یوسس پرین
(

Mentally میں تحت المعمولی کے پہلے تین اقسام کو ناقص العقل (Defective) بتایا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ اس تقسیم میں وہ لوگ داخل ہیں جن کے دماغ کا نشو نما اوسط ذہنیت تک نہ ہوا ہو۔ اور اس کے دو اسباب ہوں۔ ایک داخلی دوسرا خارجی۔ ان ناقص العقل کی تعداد ناقابل لحاظ ہوتی ہے۔ اور یہ ہمارے بحث سے خارج ہیں۔ اس لئے ہم صرف پس افتادہ بچوں ہی سے بحث کریں گے۔

ڈاکٹر (Ley) پس افتادہ بچہ کی یوں تعریف کرتے ہیں کہ پس افتادہ وہ بچہ ہے جو مثل اوسط بچوں کے نہ بات سمجھ سکے اور نہ اپنے ماحول سے مطابقت پیدا کر سکے۔

ڈاکٹر گوڈارڈ (Goddard) اس بچہ کو پس افتادہ کہتے ہیں جو پیدائشی طور پر کچھ ذہنی یا جسمانی خرابیاں لے کر پیدا ہوا ہو یا جس میں بوجوہ چند در چند کچھ خرابیاں پیدا ہو گئی ہوں۔ جس کی وجہ سے مقابلہ کے امتحان میں اپنے ہم عمر اوسط ذہن رکھنے والوں سے برابری نہ کر سکے اور اپنے ماحول میں اس اطمینان سے زندگی بسر نہ کر سکے جیسے کہ دوسرے بچے کرتے ہیں۔

بی نے اور سائمن کا خیال ہے کہ جو بچہ لکھ پڑھ اور گفتگو کر سکے۔ تحریر و تقریر سے اپنے خیالات کا اظہار کر سکے اور دوسروں کی باتیں سمجھ سکے لیکن ۹ برس کی عمر کے اندر دوسرے اوسط بچوں سے دو برس چھوٹا معلوم ہو اور (۹) برس کے بعد تین برس چھوٹا اور اس کی معلومات کا دائرہ محدود ہو تو وہ پس افتادہ کہا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سیرل برٹ (Doctor Cyril Burt) کہتے ہیں کہ پس افتادہ صرف ان کو کہنا چاہئے جن کے دماغ میں کوئی خاص فتور نہ ہو لیکن پھر بھی کسی نہ کسی سبب سے اپنے ہم جماعت لڑکوں کے ساتھ چل نہ سکیں اور مدارس تحتانیہ کی تعلیم بآسانی حاصل نہ کر سکیں (Mental Deficiency Committee) ۱۹۲۰ء کی رپورٹ کی جلد دوم صفحہ ۴۴ میں پس افتادہ

بچہ کی اس طرح تعریف کیگئی ہے کہ وہ بچہ جس کی دماغی عمر اپنی جسمانی عمر سے ۵ ا فیصدی کم ہو یعنے دس سال کے بچے کی دماغی نشو نما ہشت سالہ بچے کے ہو پس افتادہ کہلاتا ہے۔

مختصر یہ کہ مذکورۂ بالا تعریفات وخیالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ غبی بچہ کا دماغ اور اس کی معلومات اوسط ذہن کے بچہ کی طرح نہیں ہوتیں۔

غبی بچوں کی تعلیم و تربیت کی مختصر تاریخ انیسویں صدی میں ایک مشہور و معروف فرانسیسی ڈاکٹر مسمی (اٹارڈ Itard) کو غبی بچوں کی ذہنی قابلیت معلوم کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے اس مبحث پر ایک معرکتہ الارا کتاب تصنیف کی جس کے اثر کے تحت تقریباً تیس سال کے بعد پیرس میں غبی طلبار کے لئے چند مدارس کھولے گئے۔

ہالینڈ میں بمقام ایمسٹرڈم (Amsterdom) ایک نہایت سمجھدار و دور اندیش مدرس نے ۱۸۳۵ء میں پس افتادہ بچوں کے لئے ایک مدرسہ کا افتتاح کیا۔ اس کا دیکھا دیکھی ڈاکٹر گوگن لل (GuggenJWhl) نے مقام انٹرلےکن (Interlaken) (سوئیٹرزلینڈ) اسی قبیل کا ایک اور مدرسہ کھولا اس کی کوششوں اور جانکاہیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ میں لوگ پس افتادہ طلبار کی تعلیم و تربیت سے دلچسپی لینے لگے۔ اور جرمنی انگلستان و فرانس میں ان بچوں کی سیرت کی تعمیر کے لئے کئی ادارے قائم ہو گئے۔

ان بچوں کے لئے بتدریج خاص خاص جماعتیں قائم ہونے لگیں۔ سب سے اول اس قسم کی خاص جماعتیں جرمنی میں بمقام ہال (Halle) ۱۸۶۳ء میں اور سوئٹزرلینڈ میں بمقام (Coire) ۱۸۸۱ء میں جاری ہوئیں۔

سوئیٹرزلنڈ پہلا ملک ہے جس نے غبی بچوں کی تعلیم کے بارے میں سب سے زیادہ جوش دکھلایا۔ کیونکہ اس نے اپنے ملکی قانون میں ان بچوں کی تعلیم کا خاص لحاظ رکھا اور مدرسین کو ان بچوں کی تعلیم و ترتیب سے خاص طور پر دلچسپی لینے کے احکام جاری کئے

ذہنی پیمائش کی ایجاد کی مختصر تاریخ پس افتادہ طلبار کی تعلیم کا مسئلہ دوسرے تعلیمی مسائل کی طرح یورپ کے ماہران فن تعلیم کے زیر غور رہ چکا ہے۔ اس حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے کہ پس افتادہ طلبار بوجہ شرارت اور عدم دلچسپی تعلیم میں حصہ نہیں لیتے یا کسی ذہنی و نفسی نقص کی وجہ سے وہ حصول تعلیم سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں

فرانس کے وزیر تعلیم نے سنہ ۱۹۰۲ء میں ایک کمیشن مقرر کیا جس کے سربرآوردہ اراکین میں الفریڈ بی نے اور سائیمین کے نام نامی پائے جاتے ہیں۔ ان ہر دو حضرات نے طبعی ذہانت کی دریافت کے لئے چند مخصوص پیمانے مقرر کئے جن کو ذہنی پیمائش سے موسوم کیا گیا۔ ان پیمانوں کو مکتبی تعلیم سے کچھ بھی سروکار نہ تھا۔ ان سے طلباء کے صرف وہ عام معلومات دریافت کئے جاتے تھے جن کو انہوں نے گھر، کھیل کے میدان اور دوستوں کی صحبت میں حاصل کیا تھا۔ یہ پیمانے مختلف عمروں کے لحاظ سے مرتب ہوئے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۵ء میں (۳۰) آزمائشی پرچے شائع ہوئے سنہ ۱۹۰۸ء میں (۵۶) آزمائشی پرچوں کی اشاعت عمل میں آئی یہ آزمائشی سوالات (۳ سے ۱۳) برس کی عمر کے بچوں کے لئے مرتب کئے گئے سنہ ۱۹۱۱ء میں اس کی مزید اشاعت عمل میں آئی۔ جس میں پہلے آزمائشی پرچہ جات کی بہ نسبت بہت کچھ اضافہ اور اصلاح کی گئی تھی۔ مسٹر ٹرمن امریکی نے دو ہزار بچوں پر آزمائش کرکے اور ان میں قابل لحاظ ترمیم کے ساتھ ان سے امریکہ میں بہت کچھ فائدہ حاصل کیا۔ مسٹر برٹ نے ان کو انگلستان کے حالات کے لحاظ سے ڈھالا۔ بی نے نے ان پیمانوں کی ایجاد سے یہ ممکن کر دیا ہے کہ جس طرح ایک کمرہ کا طول و عرض معلوم کیا جاتا ہے اسی طرح بچوں کی انفرادی طور پر ذہنی صلاحیت و استعداد معلوم کی جاسکتی ہے۔ اسی کی دماغی کاوشوں سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر سال بچے کی عقل و فہم میں ایک مقررہ اضافہ ہوتا ہے۔ المختصر ان پیمانوں کے ذریعہ سے اب ہم اوسط ذہن والے اور پس افتادہ بچہ میں امتیاز کر سکتے ہیں۔ مگر باوجود اس درجہ ترقی کرنے کے ماہرین نفسیات اس سائنس کو ابھی ابتدائی حالت میں سمجھتے ہیں یہ علماء نفسیات اور ماہرین فن تعلیم کا کام ہے کہ اس سائنس کو معراج تک پہونچا کر لاکھوں بے بس اور بے کس بچوں کے چارہ ساز اور ملک و قوم کی اصلاح میں ممد و معاون بنیں۔

مناسب ہوگا اگر ہم اس موقع پر ان پیمانوں کی قدرے توضیح و تشریح کردیں کیونکہ پس افتادہ طلباء کے معلوم کرنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے اور جس امر کے سمجھنے پر ان بچوں کی تعلیم میں دلچسپی لینا اور اس کو بہتر طریق پر چلانا ایک حد تک ممکن ہو جاتا ہے۔

تین سال سے دس سال کے بچوں کے لئے ہر سال کے لئے ۶-۶ سوال رکھے گئے ہیں اور گیارہ سے بارہ سال والوں کے لئے آٹھ سوال اور (۱۳ سے ۱۴) سال کے لئے ۶-۶ سوال۔ اس کے علاوہ بالغوں اور اعلیٰ قابلیتوں کے مسن اشخاص کے لئے بھی

ایسے ہی ذہنی پیمانے مرتب کئے گئے ہیں۔

یہ پیمانے، سیکڑوں اور ہزاروں بچوں پر آزما کر متوسط قابلیت کے معیار کے مطابق مرتب کئے گئے ہیں۔ ان پیمانوں سے جب کوئی متوسط قابلیت کا بچہ اپنی عمر کے پیمانے پر پورا اترے گا تو اس کی مزید جانچ کے لئے اور سوالات دئے جائیں گے ہر ایک سوال میں کامیاب ہونے کی صورت میں اسے دو ماہ کی ذہنی عمر کا اضافہ دیا جائے گا۔ اور اس طرح کامیابیوں کی میزان جوڑ کر اس کی صحیح ذہنی عمر نکالی جائے گی۔ مثلاً آٹھ سال کی عمر کا لڑکا اگر (۸) سال کے پیمانہ میں کامیاب ہو تو اُسے (۹) سال کا پیمانہ دیا جاتا ہے۔ اگر وہ اس میں سے صرف تین سوال کے صحیح جواب ادا کرے تو اس کی ذہنی عمر (۸½) سال قرار دیجاتی ہے اور اگر (۹) سال کے پورے پیمانہ میں کامیاب ہوکر دس سال کے پیمانہ میں بھی سوال کے صحیح جواب ادا کرے تو اس کی ذہنی عمر (۸½) سال قرار دی جاتی ہے۔ اور اگر (۹) سال کے پورے پیمانہ میں کامیاب ہوکر دس سال کے پیمانہ میں بھی سوال کے صحیح جواب ادا کرے تو اس کی ذہنی عمر (۹) سال (۸) ماہ تشخص کی جائے گی۔ اسی طرح غبی لڑکے کی صورت میں اصلی عمر (۸) سال سے ذہنی عمر ٹھیک اسی حساب سے کم ہوتی جائیگی۔

اصلی عمر اور ذہنی عمر کے اختلافات کو بخوبی سمجھنے کے لئے ٹرمن ذہنی خارج قسمت کا استعمال تجویز کیا جس سے یہ مراد ہے کہ ذہنی عمر کو اصلی عمر پر تقسیم کیا جائے۔ اوسط قابلیت کا ذہنی خارج (۱) ہوگا۔ اور اُسے عام طور پر فیصدی میں ظاہر کرتے ہیں یعنے ۱ = ۱۰۰ کے۔

ہندوستان میں ذہنی پیمانوں سے استفادہ کرنا

پنجاب میں موگا مشن والوں نے ایسے پیمانے مرتب کئے ہیں اور اپنے مدارس میں ہزارہا بچوں پر ان کی آزمائش کی۔ بنگال میں بھی اسی قبیل کا کام عمل میں آیا۔ اور ان ہر دو صوبوں کی کوششیں نہایت کامیاب ثابت ہوئیں۔ اس نوعیت کا کام منجانب گورنمنٹ پروفیسر اودورڈ کی سرکردگی میں مدراس میں بھی ہوا۔ پروفیسر صاحب موصوف نے اس مبحث پر ایک جامع کتاب موسوم بہ (Psychological Test of Mental Capacity) لکھکر معہ اپنی سفارشات کے گورنمنٹ میں پیش کی۔

بمبئی میں بھی اس مبحث سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے بامداد سرکار و مقامی جامعہ اس کام کو زیادہ موثر بنانے کے لئے اپنے صوبہ کی اہم ملکی زبانوں میں ذہنی آزمائشی پیمانے

شائع کئے۔

ملک حیدرآباد دکن میں ذہنی پیمائش سے متعلق عملی کام کا نفاذ

یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ محض تحریر و تقریر سے دنیا کے کام سرانجام نہیں ہوتے ان کے لئے عمل کی سخت ضرورت ہے دنیا کی تمام اختراعات و ایجادات عملی کام ہی کا نتیجہ ہیں اگر ان اختراعات و ایجادات میں محض تحریر و تقریر سے کام لیا جاتا تو آج دنیا برق اور بھاپ کی عملی قوت سے محروم ہوتی۔ دنیا کی آنکھیں دخانی اور ہوائی جہازوں کے محیر العقول کاموں سے کبھی خیرہ نہ ہوتیں۔ عملی کام کے انھیں فوائد کے نظر کرتے مولوی سید نور الحسن صاحب نے جن کو اس کام سے نہایت گہری دلچسپی ہے اور جنہوں نے اس امر کو نہایت ضروری سمجھا کہ اپنے کام کو موثر اور عملی بنانے کے لئے شہر کے چند مدارس کے بچوں کی طبعی استعداد کی عملی جانچ کی جائے چنانچہ کمیٹی کی رائے اور جناب مولوی سید علی اکبر صاحب ایم۔ اے کنٹب صدر مہتمم تعلیمات مستقر بلدہ واطراف بلدہ کی اجازت سے حسب ذیل مدارس میں عملی کام انجام دیا گیا

۱۔ مدرسہ فوقانیہ نامپلی (۲) مدرسہ فوقانیہ دار العلوم۔ (۳) مدرسہ وسطانیہ اردو شریف۔ (۴) مدرسہ وسطانیہ گوشہ محل (۵) مدرسہ تحتانیہ چادر گھاٹ۔ (۶) مدرسہ تحتانیہ نارائن گوڑہ۔ (۷) مدرسہ فوقانیہ اسلامیہ سکندر آباد۔ (۸) مدرسہ تحتانیہ گھانس منڈی سکندر آباد۔ کمیٹی نے کچھ فوقانیہ۔ کچھ وسطانیہ اور کچھ تحتانیہ مدارس کا اس لئے انتخاب کیا کہ یہ بھی معلوم کرے کہ طبعی استعداد پر ماحول کا کیا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ ضمیمہ نمبر (۱) سے معلوم ہوگا کہ زیادہ نمبر حاصل کرنے والوں کی تعداد مدارس فوقانیہ میں ہے اور کم نمبر پانے والے کی تعداد مدارس تحتانیہ میں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ مطلق نہیں نکالا جاسکتا کہ تحتانیہ میں غبی طلباء آتے ہیں اور فوقانیہ وسطانیہ میں تیز فہم اور اوسط طلباء۔ یہ فرق صاف ظاہر ہے کہ ماحول کا ہے۔ اس کی توضیح و تشریح آئندہ صفحات میں کیجائے گی۔

طبعی استعداد کی آزمائش کے لئے سب سے پہلی ضرورت ذہنی پیمائشوں کا مرتب کرنا تھا۔ چونکہ اتبک حیدرآباد میں اس نوعیت کا کام نہیں ہوا تھا۔ اس لئے مجبوراً ہم کو انگریزی زبان میں مرتب کیے ہوئے سوالات سے مدد لینی پڑی۔ ہم نے ان سوالات کو حتی الامکان عام اور مقامی ماحول کے موافق بنانے کی کوشش کی ہے

۱۱ سال کے لئے سوالات کے پانچ پرچے اور (۱۲ سے ۱۴) کے لئے چھ مرتب کئے گئے۔ ان ہر دو پیمائشوں میں بلحاظ عمر تدریجی شکل کا لحاظ رکھا گیا ہے جو دلچسپ اور جاذب توجہ ہیں۔ ضمیمہ نمبر (۲) ملاحظہ ہو۔

اس نوعیت کے عملی کام کے لئے کافی وقت کی ضرورت ہے مگر ہمیں اس کام کے انجام دینے کے لئے بہت تھوڑا وقت ملا۔ اس لئے ہم کو مجبوراً (۹ سے ۱۱) سال کی عمر کے بچوں کی صرف ایک درجہ بندی اور (۱۲ سے ۱۴) سال والوں کی ایک علحدہ جماعت بندی پر اکتفا کرنا پڑا۔ ہر دو گروپ کے لئے ہر مدرسہ میں پچاس پچاس طلبار منتخب کئے گئے مگر بعض مدارس خصوصاً مدارس تحتانیہ میں ۱۲ سے ۱۴ سال کے صرف بیس پچیس ہی بچے ہدست ہو سکے۔ الغرض تقریباً (۷۰۰) بچوں کی جانچ کی گئی۔ یہ تعداد صحیح نتائج نکالنے کے لئے خصوصاً اس قسم کے کام کی ابتدائی حالت کے مدنظر کافی ہے۔

اکثر مدارس میں کام صبح کے وقت کیا گیا تاکہ صحیح نتائج نکالنے میں تکان کا عنصر حارج نہو۔ نتائج کو صحیح اور قابل یقین بنانے کے لئے سوالات کے حل کے دوران میں بچوں پر کافی نگرانی رکھی گئی تاکہ ایک دوسرے سے نقل نہ کرسکیں۔

کام شروع کرنے سے پہلے بچوں کو بخوبی سمجھا دیا جاتا تھا۔ کہ انھیں کیا کرنا ہے۔ جب تمام بچے بخوبی سمجھ لیتے تو انھیں وقت واحد میں کام شروع کرنے اور ختم کرنے کی ہدایت کی جاتی چنانچہ تمام مدارس میں وقت واحد میں کام شروع اور ختم ہوا۔

ہم نے ہر مدرسہ سے ایک فہرست جس میں بچہ کے والد کا پیشہ۔ محلہ۔ قوم و مذہب درج ہو طلب کی تھی تاکہ ان کی مدد سے داخلی و خارجی اثرات معلوم کئے جاسکیں۔ یہ فہرستیں ہمیں دیر سے وصول ہوئیں اور بعض مدارس سے تا حال عدم وصول ہیں۔ اس لئے ہم بچہ پر ان دو اثرات کے معلوم کرنے سے کماحقہٗ واقف نہوئے۔

ذہنی پیمانوں سے فوائد ان پیمانوں سے طبعی ذہانت کی جانچ کیجاتی ہے۔ تعلیم و تربیت کے امتحان سے انھیں کوئی سروکار نہیں۔ ان کے یہ فوائد ہیں۔ ذہانت کے پست درجوں کی شناخت مدرسہ کے بچوں کی ایک درجہ سے دوسرے درجے میں منتقلی۔ فوجی و سیول خدمات دینا۔ جامعہ کے داخلہ اور متعدد پیشوں اور کارخانوں میں بھرتی داخل ہے۔ چنانچہ جنگ عظیم کے وقت ان پیمانوں سے

سپاہیوں کے بھرتی کرنے اور ان کو اعلیٰ خدمات دینے میں بہت کچھ علمی استفادہ کیا گیا۔

پس افتادہ بچوں کی علامات

دنیا کی تمام اشیاء اپنی مخصوص علامات سے اپنے وجود کا ثبوت دیتی ہیں۔ ان علامات کی بنا پر ہر متنفس ایک شئے سے دوسری شئے کو ممیز کر سکتا ہے اب ہم یہ معلوم کریں گے کہ پس افتادہ بچوں کی کونسی مخصوص علامتیں ہوتی ہیں تاکہ ان علامات سے پس ماندگی کے اسباب و مداوا معلوم کیا جا سکے۔

پس افتادہ بچے دیر میں چلنا سیکھتے ہیں۔ ان کے اعصاب میں کمزوری اور اعضا میں قوت نسبتاً کم ہوتی ہے۔

بات دیر میں کرتے ہیں اور جب بات کرتے ہیں تو رک رک کر۔ اپنے جذبات کے اظہار میں پس و پیش کرتے ہیں۔

ان کی قوت باصرہ اور سامعہ عموماً کمزور ہوتی ہے۔ یہ مفہوم سست لاپروا اور محدود جذبات کے ہوتے ہیں۔

ان کی سمجھ توجہ اور معلومات کا دائرہ محدود ہوتا ہے اور کسی چیز پر زیادہ دیر تک غور و فکر نہیں کر سکتے۔

یہ بچے منہ سے سانس لیتے بے چین اور چڑچڑے ہوتے ہیں دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل کود میں نہیں شریک ہوتے اور اگر شریک ہوتے ہیں تو اپنے سے کم عمر والے بچوں کے ساتھ۔ یہ مقررہ عمر سے بہت بعد مدرسہ میں شریک ہوتے اور بلا وجہ مدرسہ سے غائب ہو جاتے ہیں ان کا مدرسہ سے بھاگ جانا کام کی زیادتی اور سمجھ سے بالاتر ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ بجائے ذہن سے کام لینے کے حافظہ سے کام لیتے ہیں ان میں حد درجہ شرمندگی ہوتی ہے اور اکثر مدرس کے سوال سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں عموماً ان میں عمیق مشاہدہ کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

مذکورۂ بالا بیان سے یہ نتیجہ نہ نکالا جائے کہ یہ جملہ علامتیں ایک ہی پس افتادہ بچہ میں پائی جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے بعض شدت یا ضعف کے ساتھ ضرور موجود ہوتی ہیں۔ کسی میں کچھ علامتیں ہوتی ہیں تو کسی میں کچھ۔ سب میں یکساں علامتیں نہیں پائی جاتیں۔

بچوں کے پس افتادہ ہونے کے اسباب اور انکا مداوا

دنیا میں وہی ڈاکٹر یا حکیم مقبول عام ہوتا ہے جس کی تشخیص بہتر ہوتی ہے۔ مرض کے تشخص ہونے کے بعد اس کا مداوا اور ازالہ ممکن ہوجاتا ہے۔ ورنہ مرض کی عدم تشخیص کی صورت میں دوا بہتر سے بہتر کیوں نہ دی جائے لیکن اس کا اثر کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات الٹا نقصان ہوتا ہے ظاہر ہے کہ مرض کا ایک ہی سبب نہیں ہوتا بلکہ اس کے بیسیوں اسباب ہوتے ہیں اسی طرح بچوں کے پس افتادہ ہونے کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس امر کی شدید ترین ضرورت ہے کہ ان کی پس افتادگی کے جملہ اسباب معلوم کرکے ان کا بہترین مداوا تجویز کیا جائے۔ پس افتادگی کے اسباب کے ازالہ کے بعد یہ ایک حد تک تعلیم و تربیت سے مستفید ہوکر اپنی زندگی چین و آرام سے بسر کرسکتے ہیں۔

موروثی اسباب

ذہنی اور دماغی کمزوریوں میں بہت کچھ دخل اندرونی یا داخلی خرابیوں کا ہوتا ہے جس کا نہ خود بچہ اور نہ ماحول ذمہ دار ہے یہ یقین کیساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی خاص خرابی کا باعث داخلی اسباب ہیں یا خارجی لیکن اگر مروجہ پیمائش ذہنی کے اصول کو برتا جائے تو ایک حد تک یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ بچہ کو پس افتادہ بنانے میں زیادہ دخل میراث کو ہے یا ماحول کو؟

جسمانی و نفسی توارث کا ثبوت

ہم اپنے قریب اور دور کے بزرگوں سے نہ صرف ایک اثر پذیر نظام عصبی اور متعدد معینہ رجحانات کا مجموعہ میراث میں پاتے ہیں بلکہ اسی میراث کی وجہ سے ہمارے جسمانی اور نفسی نمو میں خاصیت (اور مقدار کے محفوظ اثرات بھی بہت بڑی حد تک پائے جاتے ہیں مثلاً طویل القامت والدین کے بچے عموماً دراز قد ہوتے ہیں۔ صرف غذا اور ماحول وغیرہ کی وجہ سے بعض اوقات کچھ مزید تغیرات ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح پیدائشی بہرے والدین کے بچوں کا بمقابلہ معمولی آدمیوں کے بچوں کے بہرہ پن لئے ہوئے پیدا ہونا زیادہ قرین قیاس ہوسکتا ہے۔

جسمانی توارث کے عمل کے عین مطابق نفسی خصوصیات بھی نسلاً بعد نسل منتقل ہوسکتی ہیں ٹھیک جس طرح کے عقلاتی ریشے ارثی میلانات کے تحت آتے ہیں۔ ویسے ہی دماغی عصبانے بھی اصول توارث سے متاثر ہوتے ہیں۔ گو والدین اپنی ذہنیت ورثہ میں بچہ کو نہیں دیتے مگر وہ اس مشین کو جس کے ذریعہ سے نفس کام کرتا ہے اور جسے دماغ یا نظام عصبی سے موسوم

کیا جاتا ہے وراثتاً منتقل ہونے سے باز نہیں رکھ سکتے۔

نفسی خصوصیات کے توارث کی مثالیں باغ خاندان جرمنی کی مشہور و معروف قابلیت موسیقی اور میکانسے خاندان کی غیر معمولی قوت حافظہ کی مثالیں بخوبی مل سکتی ہیں۔ سر فرانسس گالٹن نے بھی اس مبحث پر بہت کچھ روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے ۷۵ سال قبل ۹۷۷ لائق آدمیوں کے خاندانوں میں ۵۳۵ لائق رشتہ دار پائے مگر اس طور سے ۹۷۷ معمولی آدمیوں کے خاندانوں کا جائزہ لینے سے ان میں صرف ۴ ہی لائق مل سکے۔ گویا کہ ان تحقیقات کی رو سے ایک قابل گھرانے میں پیدا ہونے والے فرد کے لئے دوسرے معمولی گھرانے کے فرد کے مقابلے میں قابل بننے کا زیادہ امکان ہے۔ اور یہ کہ قابلیت یا لیاقت ورثتاً منتقل ہو سکتی ہے۔ دوسرے ماہرین کی تحقیقاتوں سے بھی اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ کوئی دماغی نقص یا فتور رکھنے والے اشخاص کے رشتہ دار صحیح الحال اشخاص کے رشتہ داروں کے مقابلہ میں دماغی اور ذہنی اسقام میں عموماً مبتلا پائے جاتے ہیں۔

پیرسن (Pearson) اس کے شاگرد۔ اور پروفیسر (Starch) نے ہزارہا بچوں پر ذہنی پیمانے استعمال کر کے معلوم کیا کہ غیروں کے مقابلہ میں بھائی بہنوں میں زیادہ باہمی مشابہت پائی جاتی ہے گالٹن اور تھارنڈائک ہر دو اسی امر پر متفق ہیں کہ معمولی بھائی بہنوں کے مقابلہ میں توام بچوں میں زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے۔ الغرض اس تمام تحقیقات سے قوائے طبعی اور خصائص فطری کے متعلق توارث کا اثر بہت نمایاں ثابت ہوتا ہے۔

توارث کا اثر اخلاقی و معاشرتی خصائص پر یہی نہیں کہ بس افتادہ بچے صرف اپنے جسم و دماغ کو اپنے قریبی و بعیدی والدین سے حاصل کرتے ہیں بلکہ وہ ان کے اخلاقی و معاشرتی خصائص و نقائص کے بھی حامل ہوتے ہیں چنانچہ مسٹر ڈگڈیل نے خاندان جوکس اور خاندان اڈورڈسن کے نہایت دلچسپ اعداد و شمار دیکر یہ ثابت کیا ہے کہ اول الذکر خاندان کے بانی کے بدکار و بد رویہ ہونے کی وجہ سے اس کی پانچ پشتوں کے ۱۲۰۰ افراد میں سے تقریباً تمام بڑے بڑے یعنے چور اچکے قاتل اور بھکاری گذرے ہیں۔ برخلاف اس کے ثانی الذکر خاندان کے بانی کے نیک رویہ ہونے کے باعث اس کی ۱۴۰۰ پشتینی اولاد میں سے سب کے سب نیک رویہ ذی مرتبہ اور ذی اخلاق ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ اس خاندان کا ایک فرد بھی بد رویہ نہیں پایا گیا۔

مذکورۂ بالا خیال ایشیا میں بھی صدیوں پہلے سے رائج ہے چنانچہ اردو فارسی اور عربی

کی حسب ذیل ضرب الامثال اس کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ باپ پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا"۔ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔ الولد سرّ لابیہ۔

متذکرۃ الصدر موروثی نقص سے نپٹنے کا بہترین چارۂ کار یہ ہو سکتا ہے کہ حتی الامکان بچے کی کمزوریوں کو فطری اور پیدائشی نہ سمجھا جائے بہت سے والدین اور معلمین قنوطیت پسند ہوتے ہیں اور یہ سمجھ کر غبی بچوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں کہ فطرت سے لڑنا بچوں کا کھیل نہیں۔ قدرت نے ان کو کمزور دل و دماغ عطا فرمایا ہے۔ اور یہ ان کے بس کی بات نہیں کہ ان کی حالت کو درست کر سکیں عقل کا تقاضا یہ ہے کہ والدین اور معلمین کم از کم اس معاملہ میں رجائیت پسند ہوں اور غبی طلبہ کی کمزوریوں کو ماحول پر محمول کر کے ان کے دفعیہ کی تدابیر سوچتے رہیں۔ خاص طور پر دیکھ بھال۔ دلچسپ اور مہذب ماحول اور باقاعدہ طریق تعلیم کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان بچوں کی حالت کچھ نہ کچھ ضرور سدھر جائے گی۔

بچہ پر ماحول کا اثر ہم نے اپنے عملی کام کے سلسلہ میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ زیادہ نمبر حاصل کرنے والوں کی زیادہ تعداد مدارس فوقانیہ وسطانیہ میں پائی گئی۔ اور کم نمبر پانے والوں کی زیادہ تعداد مدارس تحتانیہ میں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مدارس فوقانیہ میں جو ماحول یعنے اسٹاف۔ فرنیچر عمارت۔ سوسائٹی تعلیمی مشاغل وغیرہ ہوتے ہیں اس کا عشر عشیر بھی مدارس تحتانیہ میں نہیں ہوتا۔ اس لئے مدارس تحتانیہ کے طلبا مدارس فوقانیہ و وسطانیہ کے طلبا کے مقابلہ میں پست پائے گئے۔ اس سے ہمیں ہمت بندھتی ہے کہ غبی بچوں کی موروثی نفسی خامی کو نظر انداز کر کے اگر ان کے لئے اچھا ماحول پیدا کیا جائے تو بہت اچھے نتائج مترتب ہو سکتے ہیں۔ اور ہمیں ان کی نفسی خامی سے پست ہمت ہونے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ہمارے اس خیال کی تائید حسب ذیل حقائق سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

برنا ڈ ہوم (   ) ایک یتیم خانہ ہے۔ جہاں کے بچوں کی ایک کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جن کو سماج جسمانی اور نفسی حیثیت سے نکما اور ایا ہیچ سمجھتی تھی ان کے بچوں کو خلق دوست اشخاص نے اس یتیم خانے میں داخل کیا جہاں ان کی بود و ماند اور خورو نوش کے علاوہ ان کی تعلیم و تربیت کا بھی معقول انتظام کیا گیا تھا۔ آج کئی سال سے یہ ادارہ قائم ہے اور اب تک یہاں سے سینکڑوں بچوں نے بعد فراغت تعلیم ملک اور قوم

کی مفید اور اہم خدمات انجام دیں اور اپنی تعداد سے ثابت کر دیا کہ وہ اکثر و بیشتر افراد سوسائٹی سے کسی طرح کم نہیں۔

اسی طرح ممالک متحدہ امریکہ کا (George junior Repubhi) "جمہوریہ صغیر جارج" اور انگلستان کا "(Little Common wealth) دولت عامہ صغیرہ" ہر دو تادیب خانوں نے یہ ثابت کر دیا کہ تعلیم و تربیت کے مقابلہ میں موروثی اثرات نفسی و اخلاقی کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ لہذا یہ کمیٹی نہایت زور کے ساتھ اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ غبی طلبا کے لئے بہتر سے بہتر ماحول پیدا کیا جائے اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں دی جائیگی
غبی طلبہ کی تعلیم کے سلسلہ میں ہمارا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ یہ بچے وہ سب مضامین نہ پڑھیں جن کی تعلیم اوسط ذہنیت کے طلبا کو دی جاتی ہے بلکہ ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ پس افتادہ بچوں کی اصلی استعداد رجحان طبعی قابلیت اور اہلیت معلوم کر کے ان کی تعلیم کا انتظام ان کے مناسب کیا جائے کیونکہ اکثر پس افتادہ طلبا کمزور دل و دماغ لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سوچنے اور سمجھنے کی قابلیت و صلاحیت کم ہوتی ہے۔ بعض پس افتادہ طلبا بچپن میں تو بہت کمزور ہوتے ہیں لیکن ایک خاص عمر کو پہونچکر وہ ذہین ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا جسمانی و دماغی نمو آہستہ آہستہ ہوتا ہے اور جب تک ان کا دماغ کامل طور پر نمو نہیں پاتا ان میں سمجھنے اور یاد رکھنے کی صلاحیت اچھی طرح پیدا نہیں ہوتی۔

خارجی اسباب

عام طور پر یہ دیکھا اور سنا جاتا ہے کہ ہندوستان میں کم عمر بچے ایک کثیر تعداد میں ہر سال لقمۂ اجل ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ ان کی عدم نگرانی ناکافی خوراک و لباس و سامان بود و باند بتائی جاتی ہے۔ جو بچے موت کے منہ سے بچ جاتے ہیں وہ متواتر بیماریوں کے شکار ہونے سے بہت ہی نحیف و لاغر ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس جسمانی کمزوری کا ان کے نمو پذیر دماغ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ بعض اوقات والدین کی عدم نگرانی اور خود کی بچپن کی شرارتوں کی وجہ سے انہیں حادثات سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان تمام امور کا اثر ان کو پس افتادہ بنادیتا ہے اسلئے اس امر کی سفارش کیجاتی ہے کہ بچہ جس وقت مدرسہ میں داخل ہو تو مدرسہ کی طرف سے اس کا فوری طبی معائنہ کروالیا جائے۔ اگر اس میں کوئی جسمانی خامی ہو تو اس کے والدین کی توجہ اس طرف فوراً مبذول کرائی جائے تمام طلبا کا خصوصاً غبی طلبا کا ہر سال طبی معائنہ ہو۔ چنانچہ ممالک یورپ میں معائنہ طبی پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ اس سے غبی طلبا کے جسمانی عوارض کا وقتاً فوقتاً ازالہ ہوا کرے گا ان کی

تعلیم و تربیت پر بہت ہی اچھا اثر پڑے گا۔ جرمنی میں ایک بچے کے گلے میں غدود ہو گئے تھے۔ اور اس کی تعلیمی ترقی میں ہارج ہو رہے تھے۔ ان کے نکال دئے جانے کے بعد سے اس بچہ نے تعلیم میں غیر معمولی ترقی کی۔ اب جرمنی میں بچے کے پیدا ہوتے ہی سب سے پہلا کام اس کے غدود نکلوانا ہوتا ہے۔

بعض بچے والدین کی لاپروائی اور تعلیم میں عدم دلچسپی سے مدرس میں بہت دیر میں شریک کئے جاتے ہیں۔ شرکت کے بعد ہفتہ میں دو چار دن مدرسہ سے بالکل غائب ہو جاتے ہیں۔ اور متواتر غیر حاضری کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا شوق رفتہ رفتہ کم ہو جاتا ہے۔ اگر والدین معلمین اور حکومت تعلیم و تدریس کے کام میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں تو بہت جلد اس قسم کی خارجی خرابی دور ہو سکتی ہے۔

بہت بڑی وجہ بچہ کے پس افتادہ بنجانے کی یہ ہوتی ہے کہ ہندوستان میں تقریباً سات سال تک تعلیم و تربیت کی طرف مطلق خیال نہیں کیا جاتا بلکہ اس زمانہ کو جو تعلیم و تربیت کا مناسب وقت ہوتا ہے لاڈ پیار کا زمانہ سمجھکر نظر انداز کر دیا جاتا ہے لہذا کمیٹی کی رائے میں اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ تعلیمی جرائد مثل حیدرآباد ٹیچر اور المعلم کے ذریعہ سے عامۃ الناس کو اس سنگین غلطی سے واقف کیا جائے۔

حواس خمسہ مثلاً قوت باصرہ، سامعہ اور ناطقہ میں سقم ہونے کی وجہ سے بھی بچے پس افتادہ ہو جاتے ہیں۔ جس بچہ کو تختہ سیاہ کی عبارت نہ دکھائی دے جو مدرس کی توضیحات و تشریحات کو نہ سن سکے جو بوجہ کم گوئی اور شرم اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کا اظہار نہ کر سکے وہ کسی صورت سے تعلیم سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ اس کی کمزوری کا روز بروز بڑھنا ضروری اور یقینی ہے۔ آخر میں یہی کمزوری اس کو پس افتادہ بنا دے گی۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ایسے طلبا کو معلوم کر کے ان کو سامنے بٹھایا جائے۔ اور ان کی شرم کو دور کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ان کی حوصلہ افزائی کیجائے

سماجی اثرات

جو بچے تعلیم سے کتراتے ہیں۔ وہ گھر سے تو مدرسہ جانے کے لئے نکلتے ہیں مگر بجائے مدرسہ کے چائے خانوں کو اپنا اڈا بناتے ہیں۔ جہاں ان کی تفریح کے سامان مثل فنگر بلیرڈ پنگ پانگ وغیرہ موجود ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں کی صحبت بھی "صحبت طالح ترا طالح کند" کے مصداق ان کو ان اڈوں پر آنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

اس قسم کے طلبا دن کو چائے خانے آباد کرتے ہیں۔ اور ان کی راتیں بجائے اس کے کہ مطالعہ کتب یا میٹھی نیندیں گذریں سینما اور تھیٹر میں کٹتی ہیں۔ لہذا اس کمیٹی کی رائے ہے کہ محکمہ

تعلیمات سے ایسا قانون بعد منظوری سرکار عالی نافذ ہو جس سے چائے خانے سینما و تھیٹر ان ہونہار و ل کی تباہی کا باعث نہ بنیں اس خصوص میں والدین کی نگرانی اس خرابی کا قطعی سد باب کرسکتی ہے۔

مغربی ممالک میں جہاں تعلیم کا دور دورہ ہے غیر زبانیں ۱۲ سال کے بعد یا بارھویں سال میں شروع کی جاتی ہیں چنانچہ انگلستان کے (Preparatory School Stage) میں ۱۲ سال کے بچے تم پر غیر زبان نصاب میں داخل ہے۔ فرانس میں گیارھویں سال اجنبی زبان پڑھائی جاتی ہے اور جرمنی کے (Reformed Real Gymnasium) میں گیارھویں سال اور سکنڈری مدارس میں تیرھویں سال غیر زبان شروع کرائی جاتی ہے۔ روسو نے بھی ۱۲ سال سے پہلے غیر زبان پڑھانے کی سخت مذمت کی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مدارس میں ۸ یا ۹ سال کی عمر کے طلبہ کی تعلیم میں ایک نہیں دو دو غیر زبانیں شریک نصاب ہیں۔ چونکہ ۱۲ سال سے پہلے بچوں میں (Ideation) تفکر اور (Comparison) (تقابل) کے قوے پیدا نہیں ہوتے اس لئے وہ بغیر سمجھے رٹنے پر اکتفا کرتے ہیں چونکہ ابتدا ہی سے حصول تعلیم کے صحیح اصول سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے اخیر تک اس زبان کو رٹ کر ہی یاد کیا کرتے ہیں اور اس میں ایک طویل عرصہ تک کمزور رہتے ہیں۔ اس قسم کی تعلیم اور کمزوری بچوں کو پس افتادہ اور مادری زبان میں کمزور بنادیتی ہے لہذا یہ کمیٹی بزور سفارش کرتی ہے کہ یورپ کے ممالک کی طرح ہمارے مدارس میں بھی غیر زبانیں بارھویں یا گیارھویں سال شروع کی جائیں

پس افتادہ بچوں کی زندگی کا نصب العین

پس افتادہ بچے مثل ناتراشیدہ پتھر کے اور اساتذہ بحیثیت سنگ تراش کے ہیں ثانی الذکر کا فرض ہے کہ سب سے پہلے اس امر پر غور کریں کہ ایسے بچوں کی ضروریات کیا ہیں اور یہ کہ کس قسم کی تعلیم و تربیت ان کی ضروریات کو پورا کرسکتی ہے۔

یہ مقولہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ اگر بچوں میں خودداری اور خود اعتمادی پیدا کردی جائے اور انہیں یہ یقین دلایا جائے کہ سعی و کوشش کامیابی کا راز ہے تو ناکارہ سے ناکارہ بچہ کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔ اس کی سب سے آسان صورت یہ ہے کہ پس افتادہ بچوں کی تعلیم میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ انھیں مدرسہ میں اسقدر کم اور آسان کام دیا جائے کہ وہ اس کو بہ آسانی کرسکیں۔ کامیابی انسان میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہے اور ناکامی

اچھے اچھوں کے دل توڑ دیتی ہے۔ اس طرز عمل سے شوق کامیابی اور ذوق نام وری ان کو محنت ومشقت کا سبق دیتے رہیں گے۔

پس افتادہ بچوں کو ایسی تعلیم دیجائے جو ان کی زندگی میں کار آمد ہو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کا نصب العین کیا ہونا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ جمہوریت میں ذہین اور پس افتادہ کے لئے ایک ہی نصب العین ہے یعنے ہر فرد خود اعتمادی ۔ خودداری اور دیانتداری سے اپنی روزی کما کر امن پسند شہری بن جائے۔

مجوزہ نصب العین کے حصول کے ذرائع

۱۔ جسمانی نگہداشت

پس افتادہ بچوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی تندرستی کو بہتر بنائیں کیونکہ ذہین آدمی دماغ سے کماتا ہے۔ اور پس افتادہ ہاتھ پیر سے۔ لہذا اس امر کی ضرورت ہے کہ ان کی تعلیم کا اہم عنصر تعلیم جسمانی ہو۔ ان کے نقشہ تعلیم میں زیادہ وقت جسمانی تعلیم کے لئے رکھنا چاہئے ہر مضمون کی تعلیم میں صحت جسمانی وتندرستی ملحوظ خاطر رہے اور کھیل کود کے جذبات کو ابھارا جائے۔

۲۔ معاشرتی زندگی

تندرستی کے ساتھ ساتھ معاشرہ سے دلچسپی رکھنا ضروری ہے۔ سچائی ایمانداری دیانتداری بے غرضی وغیرہ ایسے اوصاف ہیں جن کے بغیر انسان اپنی سوسائٹی میں ہر دلعزیز نہیں ہوسکتا۔ لہذا تاریخ جغرافیہ اور مطالعہ قدرت کی اس طرح تعلیم ہو کہ غبی طلبا کو معاشرہ سے دلچسپی پیدا ہو اور بنی نوع انسان کو محبت وہمدردی سے دیکھنے لگیں۔ انہیں بروں کی حالت پر افسوس ہو اور اچھوں کی ترقی پر خوشی۔

۳۔ خود اعانتی

ایک مشہور مقولہ ہے کہ خدا ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ انفرادی اور قومی ترقی کا راز خود اعانتی میں مضمر ہے۔ لہذا خود اعتمادی کا جذبہ پوری قوت سے پس افتادہ بچوں .... میں پیدا کیا جائے۔ کیونکہ خود اعانتی استقلال اور محنت کا سبق دیتی ہے۔ اور یہی دو چیزیں ایسی ہیں جن کے ذریعہ سے پس افتادہ طالب علم اپنی کشتی حیات کو ساحل مراد تک بخوبی پہنچا سکتا ہے۔

۴۔ فرصت کے اوقات کا کارآمد استعمال

ایک حکیم کا قول ہے کہ فرصت کے اوقات کا صحیح وغلط استعمال انسان کی زندگی کا آئینہ ہوتا ہے غبی طلبا سے خطائیں اس لئے سرزد ہوتی ہیں کہ انھیں اپنے اوقات فرصت کو صحیح طور پر استعمال کرنا نہیں آتا۔ ان کی فرصت کے اوقات حصول علم موسیقی اور فنون لطیفہ میں گزریں اس سے خود انکو

اور قوم و ملک کو فائدہ حاصل ہوگا۔ یہ فنون ان کو نہ صرف روزی کمانے میں مدد دیں گے بلکہ آیندہ چلکر ان کی شہرت اور مرفہ الحالی کا سبب بنیں گے۔

ممالک یورپ و امریکہ میں پس افتادہ طلبہ کی اصلاح کی تدابیر

غبی طلبار کی ضروریات کے مدنظر جرمنی کے شہر (Mainhein) میام ہین اور یورپ کے دوسرے شہروں میں ان کے لئے مخصوص مدارس کھولے گئے ہیں یہاں ان کے ہر قسم کے آرام کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ ان کے نصاب میں دستی کام کا حصہ غالب ہے۔

یورپ اور امریکہ میں بعض ایسے مدارس بھی ہیں جہاں ان کے لئے صرف جماعتیں کھول دی گئی ہیں اور انھیں صحیح الحال بچوں کے ساتھ کھیلوں اور تفریحی مشاغل میں باہم ملنے جلنے کی اجازت ہے

کمیٹی کی مزید تجاویز

اگر ہمارے ملک کا مالیہ اجازت دے تو پس افتادہ طلبہ کے لئے بالکل علیحدہ مدارس قائم کئے جائیں جہاں اُن کی جملہ ضروریات اور آرام کا کافی لحاظ رکھا جائے۔ جماعت میں طلبہ کی تعداد ۱۵ یا ۲۰ سے زیادہ نہ ہو تاکہ مدارس کو انفرادی طور پر مدد دینے کا بخوبی موقع ملے۔ چونکہ ان کے مدرکات نامکمل ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کی ضرورت ہے کہ ان کی حسی تربیت اچھی ہو یعنے اشیار کو چھونے اور دیکھنے۔ چیزوں کا مزہ چکھنے۔ آوازوں کو سننے اور اشیار کو محسوس کرنے میں ان کی خاص طور سے تربیت کی جائے۔ کیونکہ صحت حسیات پر ہی آیندہ عقلی ترقی کا دارومدار ہے۔ الغرض بچوں کی ذاتی حرکت انفرادی رفتار سے کام لیا جانا ضروری ہے۔

غبی طلبار سے زیادہ تر دستی کام لینا نہایت ضروری ہے تاکہ ہر چیز کے نقوش ان کے دماغ پر بخوبی مرتسم ہو جائیں۔ تاریخ کی تعلیم کے وقت ان سے لکڑی کی تلوار ڈھال۔ بادشاہ کا تاج مقوی کا تخت اور اسی قبیل کی چیزیں بنوائی جا سکتی ہیں جغرافیہ مطالعہ قدرت۔ زباندانی اور ریاضی کی تعلیم کے وقت بھی ان سے دستی کام لینا نہایت ضروری ہے۔ ان مضامین کی تعلیم کے دوران میں نہایت مفید اور دلچسپ دستی کام لیا جا سکتا ہے۔

ان کا نصاب ہلکا اور زیادہ طویل نہ ہو تاکہ بھاری نصاب اور مضامین کی کثرت ان کی استعداد طبعی کو کچل نہ ڈالے۔

متذکرہ بالا علیحدہ مدارس کا قیام ناممکن ہو تو غبی طلبہ کے لئے طبقہ وسطانیہ کی تعلیم کا زمانہ بجائے ۷ سال کے ۸ سال رکھا جائے یہ انتظام اس طرح ہو کہ جماعت چہارم کے بعد اگر کوئی طالبعلم

پس افتادہ پایا جائے اور سالانہ امتحان میں اکثر مضامین میں ناکام رہے تو بجائے اس کے کہ اس کو موجودہ جماعت میں روک دیا جائے Sifting منتخل جماعت کے نام سے ایک علیحدہ جماعت قائم کرکے منتقل کردیا جائے جس میں سابقہ نصاب ہی ضروری تبدل کے بعد پڑھایا جائے اور دستی مشاغل میں ذاتی سعی اور انفرادی توجہ سے زیادہ کام لیا جائے۔ اس جماعت کے دو فریق ہوں ایک میں کم عمر اور دوسری میں بڑی عمر کے طلبا ہوں ہر فریق کی تعداد ۱۵ یا ۲۰ بچوں سے زیادہ نہ ہو۔ مدرس کا شفیق با محبت اور پس افتادہ بچوں کی خصوصیات ذہنی و اخلاقی سے واقف ہونا ضروری ہے۔ چونکہ جماعت چہارم میں اکثر مضامین شریک نصاب رہتے ہیں اس لئے ایسے بھاری نصاب کی موجودگی میں بچہ کا پس افتادہ پن معلوم کرنا آسان ہو جاتا ہے لہذا ہم نے جماعت چہارم کے بعد (Sifting) جماعت قائم کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ اگر پس افتادہ طالب علم اس جماعت کے سالانہ امتحان میں کامیاب ہو تو اُسے جماعت پنجم میں مثل معمولی بچوں کے ترقی دیجائے۔

ایک ہی قسم کے مضمون کی تعلیم مختلف جماعتوں کو وقت واحد میں دیجائے مثلاً اگر جماعت سوم میں دوسرے گھنٹے میں حساب کی تعلیم ہو تو چہارم اور پنجم میں بھی تیسرے گھنٹے میں حساب ہی پڑھایا جائے تاکہ وہ طلبا جو حساب میں کمزور ہیں نیچے کی جماعت کے طلبا کے ساتھ کام کرسکیں۔

جہاں تک ممکن ہو پس افتادہ طلبا کو کھلی ہوا میں تعلیم دیجائے کھیل کود کے آلات مہیا کئے جائیں۔ مختلف مقامات کی سیر کرائی جائے اور بازاروں میں لیجاکر اشیاء کے عینی مشاہدہ کا موقع دیا جائے ریت لکڑی کارڈ بورڈ۔ رسی چمڑا اینٹ۔ اور اس قبیل کی اور چیزیں تعلیم میں مدو معاون ہوسکتی ہیں

پس افتادہ طلبا میں دماغ سے کام کرنے کی نسبت ہاتھ سے کام کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔ ان کی آیندہ زندگی میں ہاتھ کا کام ہی ان کی دستگیری کرتا ہے۔ اس لئے ان کے نصاب میں مختلف پیشوں کی تعلیم مثلاً۔ خیاطی۔ نجاری۔ اور پارچہ بافی و بافندگی وغیرہ شریک ہوں۔ اس طرح عام بے روزگاری کا بھی سدباب ہوجائے گا۔ چنانچہ امریکہ کے (Junior Schools) انگلستان کے (Central Schools) اور اسکاٹ لینڈ کے (Advanced Schools) میں اسی اصول پر عملدرآمد ہو رہا ہے

ہم نے صفحات ماسبق میں یہ امر بخوبی واضح کردیا ہے کہ کچھ تو موروثی اور بیشتر ماحولی اثرات کے باعث بچہ پس افتادہ ہوجاتا ہے۔ چونکہ ہمارے گھروں کا ایسا ماحول نہیں ہے جس سے پس افتادہ طلبا پر

اچھے اثرات مترتب ہوں لہذا پس افتادہ طلبار کے لئے اقامت خانوں کا لازمی ساز و سامان کے ساتھ ہونا مناسب ہے تاکہ ہر آن وہر لحظہ ان کے سامنے اچھا ماحول رہے۔

پس افتادہ طلبار کے لئے مدرسہ جماعت نہایت ہوادار ہو جو تجارتی مقام سے دور اور جس میں ان کی ضروریات کی جملہ چیزیں ہوں مثلاً ان کے بستر (Swimming Baths. یعنے تیرنے کے حوض باغ مدرسہ۔ جمنازیم ہال " جسمانی ریاضت گاہ۔ مدرسہ کے درمیان ایک وسیع کمرہ کھیل کا میدان اور School Cinema ان تمام اشیار کی موجودگی سے بچوں کو مدرسہ گھر سے زیادہ دلفریب ودلکش معلوم ہوگا اور یہ دلفریبی ان کی پس افتادگی کو دور کرنے میں بہت مدد دے گی۔

یہ امر محتاج تشریح نہیں کہ فی زمانہ تعلیمی کام کو عمدگی سے انجام دینے کے لئے ٹرینڈ مدرس کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ پس افتادہ طلبار کی تعلیم کے لئے یہ ضرورت اور بھی شدید ہو جاتی ہے اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ عثمانیہ ٹیچرز کالج میں پس افتادہ طلبار کے مدرسین کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ اس تعلیم کے لئے ایسے مدرسین کا انتخاب ہو جن کو پس افتادہ طلبار کی تعلیم سے دلچسپی اور ہمدردی ہو۔ ٹریننگ کے نصاب میں پس افتادہ طلبار کی تفصیلی نفسیات داخل ہو۔ ان مدرسین سے عملی کام زیادہ لیا جائے۔ عملی کام کی نوعیت یہ ہو کہ مختلف مدارس سے پس افتادہ طلبار منتخب کئے جاکر ان کو مضامین کا درس دیا جائے اور ان کے ساتھ گھل مل کر ان کے خصائص خصوصی معلوم کئے جائیں تاکہ اس دریافت سے ان کی تعلیم وتربیت کا صحیح راستہ معلوم ہوسکے۔

اکثر متمدنہ ممالک میں بچوں کی ذہنی خصوصیات ونقائص معلوم کرنے کے لئے (Clinics مریض خانے قائم ہیں لہذا عثمانیہ ٹیچرز ٹریننگ کالج میں بھی ایک (Clinic) قائم کیا جائے جس میں ایک ماہر نفسیات ایک ڈاکٹر بغرض مشورہ طبی اور چند نرسس معہ ضروری ساز وسامان ہوں۔ اگر کسی مدرسہ میں کوئی بچہ خاص طور پر کمزور ثابت ہو تو اس کو مذکورہ بالا (Clinic) کو روانہ کردیا جائے۔ یہاں جو کچھ تشخیص ہوگی اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے والدین کو مطلع کیا جائے۔

ہم نے پس افتادگی کے اسباب کے ازالہ کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ ایک حد تک قابل عمل ہیں ہمیں قوی توقع ہے کہ اگر ان کو عمل میں لایا گیا تو ہمارے ملک کے پس افتادہ بچوں کی تعداد میں بہت کچھ کمی واقع ہوگی بچوں کو کونسے مضامین پڑھائے جائیں اور کس طرح اب صرف پس افتادہ طلبار کی کتابی تعلیم کا مسئلہ باقی رہجاتا ہے

چونکہ رپورٹ بہت طویل ہورہی ہے اور یہ مسئلہ بجائے خود ایک علحدہ کتاب یا رپورٹ کا محتاج ہے اسلئے ہم صرف کتابوں کے نام بتانے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ Voeabul ary for the Primary grades مصنفہ رگبیٹ

۲۔ Teachers Work Book مصنفہ تھارنڈائیک

۳۔ How to teach Silent Reading to Beginners مصنفہ مس واکنس

۴۔ The Teaching of Dull and Retarted. Children مصنفہ انکیپ

ہم نے بلدہ کے چند مدارس میں جو عملی کام کیا وہ دنوں کا نہیں بلکہ سالہا سال کا ہے لہذا اس کام کی نوعیت و اہمیت کے مدنظر ہم یہ ناچیز تجویز پیش کرتے ہیں کہ اس کام کو بطریق احسن و مکمل طور پر انجام دینے کے لئے منجانب سررشتہ ایک کمیٹی مقرر کیجائے جس میں ایسے اراکین شریک ہوں جنہوں نے پس افتادہ بچوں کی تعلیم کے مضمون کا نہ صرف گہرا مطالعہ کیا ہو بلکہ اس مسئلہ سے انہیں گہری دلچسپی بھی ہو۔ ان اراکین کی تعداد کم از کم دس ہو۔ ان کا کام صرف یہ ہو کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے ہزارہا بچوں کی طبعی استعداد انفرادی و اجتماعی ہر دو طریقوں سے معلوم کرکے پس افتادہ طلبار کے لئے بہترین عملی تجاویز دریافت کریں۔ اور ان تجاویز کو ایک تفصیلی رپورٹ کی صورت میں ترتیب دیکر سررشتہ میں پیش کریں۔

رپورٹ ختم کرنے سے پہلے ہم اپنا خوشگوار و اخلاقی فرض سمجھتے ہیں کہ جن جن حضرات سے عملی کام اور اس رپورٹ کی تیاری میں ہمیں قیمتی مشورے اور قابل قدر مدد ملی ہے ان کا مخلصانہ شکریہ ادا کریں۔

ہم سب سے پہلے جناب مولوی سید علی اکبر صاحب۔ ایم۔ اے (کیمبرج) صدر مجلس انجمن اساتذہ بلدہ و صدر مہتمم تعلیمات سمت بلدہ و اطراف بلدہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمکو اس نہایت اہم و ضروری کام کا اہل سمجھکر اس کمیٹی کی رکنیت کی عزت بخشی اور ہماری تحریک کی بنا پر نہ صرف ہمیں مدارس میں عملی کام کرنے کی اجازت عطا فرمائی بلکہ انجمن اساتذہ کی مد سے اجرت طباعت پرچہ سوالات اور اخراجات آمد و رفت مرحمت فرمائے اور وقتاً فوقتاً اپنے قیمتی مشوروں کتابوں اور رسالوں سے مدد فرمائی۔

جناب مولوی سجاد مرزا صاحب ایم۔ اے۔ (کیمبرج) پرنسپل عثمانیہ ٹیچرز کالج ہمارے

شکریہ کے مستحق ہیں کیونکہ صاحب معزنے ہماری صلاح ومشورے کے لئے ہمیں جناب ڈاکٹر شیشادری صاحب بی۔اے۔بی ٹی (ڈھاکہ) بی ڈی بی۔ایچ۔ڈی۔(لنڈن) لکچرار عثمانیہ ٹیچرز کالج کے قیمتی مشوروں سے استفادہ کرنیکا موقع عنایت فرمایا۔ لہذا ہم صاحب معزکی بیش بہا امداد کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں

خان بہادر جناب مولوی علاءالدین صاحب سلطان التجار ومیر مجلس مجلس اُمناء اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد نے ہماری رہبری ورہنمائی کے لئے جناب مولوی سید عبدالرزاق صاحب۔ بی۔اے۔ایم ایڈ (لیڈز) ورپرنسپل اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد کی خدمات عنایت فرمائیں پس ہم صاحب معزکا بھی شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔

ہماری کوششوں کا بڑا حصہ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف وجناب مولوی سید عبدالرزاق صاحب کا رہین منت ہے کیونکہ ہر دو حضرات نے پرچہ سوالات کے مرتب کرنے اور عملی کام کو صحیح اصول پر چلانے میں بیحد مدد فرمائی اور اکثر وبیشتر مجالس انتظامی میں شرکت فرماکر اپنے مفید و پرازمعلومات مشوروں سے کمیٹی کے کام کے جہاز کو ساحل مراد تک پہونچانے میں قابل قدر رہبری ورہنمائی فرمائی پس ہم ہر دو اصحاب معزکی خدمت میں شکریہ پیش کرتے ہیں۔

ناشکرگذاری ہوگی اگر ہم تمام ان صدر مدرسین صاحبان کا دل سے شکریہ نہ ادا کریں جنھوں نے ہمارے عملی کام کے دوران میں ہر ممکن سہولت بہم پہونچاکر ہماری مدد فرمائی۔

اس خوشگوار فرض کی ادائی کے بعد ہم اب اس رپورٹ کو ختم کرتے ہیں۔

ناپملی ہائی اسکول

(۱۰ تا ۱۲) سال

ضمیمہ ۱

سلسلہ		تشبیہی	تلازمی	ترتیبی	تحمیلی	مشاہداتی	جملہ	جملہ فیصد	کیفیت
۱	اودے سنگھ	۱۰	۶	۹	۸	۳	۳۶	۷۲	
۲	علی اکبر	۱۰	۶	۹	۹	۲	۳۶	۷۲	
۳	محمد عبداللطیف	۹	۶	۹	۹	۲	۳۵	۷۰	
۴	محمد خواجہ معین الدین	۹	۶	۹	۸	۳	۳۵	۷۰	
۵	سید عبدالقادر	۱۰	۶	۸	۸	۲	۳۴	۶۸	
۶	محمد عبدالرحمٰن خان	۸	۶	۷	۹	۳	۳۳	۶۶	
۷	نثار احمد	۷	۶	۸	۸	۳	۳۲	۶۴	
۸	محمد عبدالکریم	۶	۶	۹	۸	۳	۳۲	۶۴	
۹	قطب الدین خان	۶	۶	۹	۸	۳	۳۲	۶۴	
۱۰	غیاث الدین	۷	۶	۸	۹	۲	۳۲	۶۴	
۱۱	میر عارف علی	۹	۶	۵	۸	۴	۳۲	۶۴	
۱۲	فصیح الزمان	۵	۶	۸	۸	۳	۳۰	۶۰	
۱۳	محمد عبدالمجید خان	۶	۶	۶	۸	۳	۲۹	۵۸	
۱۴	کے راد ہاکشن راؤ	۸	۵	۳	۸	۴	۲۸	۵۶	
۱۵	ابوبکر	۵	۶	۸	۶	۲	۲۷	۵۴	
۱۶	گردہر سنگہ	۴	۶	۶	۹	۲	۲۷	۵۴	
۱۷	ابوتراب	۱۰	۲	۴	۸	۳	۲۷	۵۴	
۱۸	سید محی الدین	۲	۶	۷	۸	۳	۲۶	۵۲	
۱۹	محمد فاضل	۳	۵	۷	۷	۳	۲۵	۵۰	

نمبر سلسلہ	نام طالب علم	قرأت	املا	انشا	حساب	زبانی	جمع	نمبر فیصدی	کیفیت
۲۰	محمد کلیم اللہ خان	۴	۵	۴	۹	۲	۲۴	۴۸	
۲۱	جلیل احمد	۷	۶	۹	۸	۲	۲۳	۴۶	
۲۲	مرزا حسین رضا	۵	۶	۴	۸	×	۲۳	۴۶	
۲۳	سید سخی بہادر	۷	۴	۴	۷	۱	۲۳	۴۶	
۲۴	نثار الدین	۸	۶	۲	۷	×	۲۳	۴۶	
۲۵	وقار احمد	۶	۳	۴	۸	۲	۲۳	۴۶	
۲۶	سید محمود رضوی	۴	۳	۵	۱۰	×	۲۲	۴۴	
۲۷	ناصر الدین	۴	۵	۳	۷	۳	۲۲	۴۴	
۲۸	عزیز رضوی	۶	۶	۸	۱	×	۲۱	۴۲	
۲۹	عبد الرزاق	۶	۲	۴	۷	۲	۲۱	۴۲	
۳۰	سید حامد علی	۴	۴	۶	۸	۳	۲۱	۴۲	
۳۱	محمد عبد القدوس	×	۴	۵	۸	۴	۲۱	۴۲	
۳۲	مرزا اطہر علی	۶	۴	۳	۷	×	۲۰	۴۰	
۳۳	جمیل احمد	۱	۵	۴	۸	۱	۱۹	۳۸	
۳۴	فاروق حسین	۳	۴	۲	۸	۲	۱۹	۳۸	
۳۵	محمد جعفر حسین	۲	۲	۴	۹	۱	۱۸	۳۶	
۳۶	نارائن راؤ	۲	۲	۴	۸	۲	۱۸	۳۶	
۳۷	شیخ علی حسن	۱	۴	۹	۴	۳	۱۷	۳۴	
۳۸	عبد الوحید	۲	۳	۴	۶	۲	۱۷	۳۴	
۳۹	عبد العزیز	×	۵	۶	۶	×	۱۷	۳۴	
۴۰	ریاض الدین	۳	۳	۱	۷	۳	۱۷	۳۴	
۴۱	عبد الحفیظ	×	۴	۱	۸	۳	۱۶	۳۲	

نمبر شمار	نام طالب علم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۴۲	محمد غوث الدین	×	۴	۲	۶	×	۱۲	۲۴	
۴۳	رتنیا	×	۲	۲	۸	×	۱۲	۲۴	
۴۴	ملک معین اللہ خان	۲	۳	×	۷	×	۱۲	۲۴	
۴۵	وینکٹ چاری	×	۲	۳	۵	۲	۱۲	۲۴	
۴۶	شنکر	×	۶	×	۶	×	۱۲	۲۴	
۴۷	کاشی ناتھ	×	۱	×	۹	×	۱۰	۲۰	
۴۸	عبدالہادی	×	۲	×	۷	×	۹	۱۸	

اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد

(۱۰ تا ۱۲) سال

نمبر شمار	نام طالب علم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱	عبدالرشید	۱۴	۴	۸	۶	۹	۴۱	۸۲	
۲	غلام معین الدین	۱۴	۴	۸	۶	۹	۴۱	۸۲	
۳	علی محمد خان	۱۶	۴	۸	۶	۵	۳۹	۷۸	
۴	عبدالصمد	۱۴	۴	۸	۶	۵	۳۷	۷۴	
۵	بشیرالدین احمد	۱۴	۴	۸	۶	۳	۳۵	۷۰	
۶	عبدالحی	۱۲	۳	۵	۵	۹	۳۴	۶۸	
۷	سید کریم	۱۴	۴	۵	۶	۴	۳۳	۶۶	
۸	محمد احمد الدین	۱۰	۲	۸	۶	۶	۳۲	۶۴	
۹	عبدالحفیظ	۱۰	۵	۸	۶	۲	۳۱	۶۲	

نمبر سلسلہ	نام طالب علم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	فیصدی	کیفیت
۱۰	محمد یٰسین خان	۱۲	۴	۷	۶	۲	۳۱	۶۲	
۱۱	سید عبدالرحیم	۶	۳	۸	۶	۸	۳۱	۶۲	
۱۲	اقبال حسین	۸	۴	۸	۶	۴	۳۰	۶۰	
۱۳	محمد رحیم الدین	۸	۳	۸	۵	۶	۳۰	۶۰	
۱۴	عبدالقدوس	۱۰	۲	۵	۶	۷	۳۰	۶۰	
۱۵	غلام دستگیر	۶	۲	۸	۶	۶	۲۸	۵۶	
۱۶	محمد عبدالوہاب	۶	۵	۹	۶	۱	۲۷	۵۴	
۱۷	سید عبدالرحیم (۲)	۸	۳	۴	۶	۶	۲۷	۵۴	
۱۸	عبدالسبحان	۸	۲	۸	۶	۳	۲۷	۵۴	
۱۹	عبدالعزیز	۱۰	۳	۸	۵	×	۲۶	۵۲	
۲۰	رحمٰن خان	۶	۴	۸	۶	۱	۲۵	۵۰	
۲۱	عبدالقادر	۶	۱	۸	۵	۵	۲۵	۵۰	
۲۲	محمد افضل	۶	۲	۸	۶	۲	۲۴	۴۸	
۲۳	محمد ابوالقاسم	۸	۲	۸	×	۶	۲۴	۴۸	
۲۴	پاپنا	۱۰	۲	۶	۶	×	۲۴	۴۸	
۲۵	محمد یعقوب	۸	۳	۷	۳	۳	۲۴	۴۸	
۲۶	محمد اسحاق	۴	۲	۸	۶	۳	۲۳	۴۶	
۲۷	محمد شفیع	×	۴	۸	۶	۵	۲۳	۴۶	
۲۸	نظیر احمد	۴	۲	.	.	۸	۲۳	۴۶	
۲۹	عبدالغنی	۲	۲	۸	.	۵	۲۲	۴۴	
۳۰	محمد عبدالحمید	×	۳	۶	۶	۲	۲۲	۴۴	
۳۱	محمد کاظم	۲	۲	۹	۳	۶	۲۲	۴۴	
۳۲	محمد واجد علی	۲	۳	۸	۶	.	۲۲	۴۴	

نشان سلسلہ	نام طالب علم	تہجی	تشابہ ارقام	[illegible]	املا	ترتیب	میزان	فیصد	کیفیت
۳۳	ست نارائن	۴	۲	۸	۶	۲	۲۲	۴۴	
۳۴	سید قاسم	۴	۱	۸	۶	۲	۲۱	۴۲	
۳۵	محمد حفیظ اللہ	×	۴	۸	۶	۲	۲۰	۴۰	
۳۶	محمد شریف	۶	۲	۶	۶	×	۲۰	۴۰	
۳۷	محمد عبد العلیم	×	۳	۷	۵	×	۱۹	۳۸	
۳۸	محمد نصیر الدین	×	×	۸	۵	۱	۱۷	۳۴	
۳۹	عبد القادر	×	×	۸	۶	۲	۱۶	۳۲	
۴۰	سید قمر الدین	×	۲	۸	۶	×	۱۶	۳۲	
۴۱	بابو	×	۵	۳	۵	۲	۱۵	۳۰	
۴۲	مشتاق احمد	۲	۳	۳	۵	۲	۱۵	۳۰	
۴۳	وینکٹ رام ریڈی	×	×	۷	۶	×	۱۳	۲۶	
۴۴	محمد فضل الرحمن	×	×	۷	۵	۱	۱۳	۲۶	
۴۵	عبد القدوس (د)	۴	۲	۳	×	۳	۱۲	۲۴	
۴۶	افضل (د)	۲	۲	۵	۵	×	۱۲	۲۴	
۴۷	شیخ بڑے	۲	×	۸	×	۱	۱۱	۲۲	
۴۸	عبد الرحمن	×	۳	×	۲	۵	۱۰	۲۰	
۴۹	سید احمد	×	×	۲	×	×	۷	۱۴	

مدرسہ تحتانیہ نارن گوڑہ

(۱۰ تا ۱۲) سال

نمبر شمار	نام طالب علم	تقسیمی	[illegible]	تکمیلی	[illegible]	[illegible]	میزان	میزان مضاعف	کیفیت
۱	سرور بیگ	۶	۳	۸	۵	۴	۲۶	۵۲	
۲	افضل بیگ	۴	۲	۹	۳	۳	۲۱	۴۲	
۳	احمد میاں	×	۳	۱۰	۶	۱	۲۰	۴۰	
۴	محمد	×	۲	۸	۶	۳	۱۹	۳۸	
۵	داؤد خان	۴	۳	۶	۲	۳	۱۸	۳۶	
۶	ہریش چند	×	۲	۸	۵	۲	۱۷	۳۴	
۷	راجیا	×	×	۸	۵	۳	۱۶	۳۲	
۸	کشن لال	×	۳	۷	۵	۱	۱۶	۳۲	
۹	اومیش چند	۶	۳	×	۵	۲	۱۶	۳۲	
۱۰	سید عبد العلی	×	۴	۳	۵	۳	۱۵	۳۰	
۱۱	سید بادشاہ	×	×	۹	۵	×	۱۴	۲۸	
۱۲	سیو شنکر	۴	۲	×	۳	۲	۱۱	۲۲	
۱۳	تلجا سنگھ	×	×	۵	۴	۱	۱۰	۲۰	
۱۴	شیخ حیدر	×	×	۸	×	×	۸	۱۶	
۱۵	محمد غوث	×	۳	۲	×	۲	۷	۱۴	
۱۶	عثمان علی	×	×	۴	۱	۲	۷	۱۴	
۱۷	وینکٹ راؤ	×	×	۶	×	×	۶	۱۲	
۱۸	تیا نند	۲	×	۲	×	۱	۵	۱۰	
۱۹	متھرا پال	۲	×	×	×	۳	۵	۱۰	

نشان طالبعلم	نام طالبعلم	تعلیمی	مشاہداتی	سماجی	اقتصادی	تہذیبی	میزان	مجموعی نمبر	کیفیت
۲۰	قمر علی	×	×	۴	×	×	۴	۸	
۲۱	چمن	۲	×	×	×	۲	۴	۸	
۲۲	شمس الدین	×	×	۱	۲	×	۳	۶	
۲۳	رام چندر راؤ۔	×	×	۲	×	×	۲	۴	
۲۴	شیخ حسین	×	×	×	×	۱	۱	۲	
۲۵	محمد حسین	×	×	×	×	×	×	×	

مدرسہ اردو شریف

(۱۰ تا ۱۲) سال

نشان طالبعلم	نام طالبعلم	سماجی	تہذیبی	مشاہداتی	تعلیمی	اقتصادی	میزان	مجموعی نمبر	کیفیت
۱	محمد احمد علی	۸	۷	۴	۱۴	۶	۳۹	۷۸	
۲	قطب الدین	۸	۸	۳	۱۴	۶	۳۹	۷۸	
۳	سید خواجہ	۸	۹	۵	۱۰	۶	۳۸	۷۶	
۴	محمد حسن (نیجم)	۸	۹	۴	۹	۶	۳۶	۷۲	
۵	غلام جبار	۸	۸	۵	۱۰	۵	۳۶	۷۲	
۶	ضیاء الدین	۸	۸	۴	۹	۶	۳۵	۷۰	
۷	محمد افضل الرحمٰن	۸	۶	۳	۱۰	۶	۳۳	۶۶	
۸	فیاض علی	۸	۵	۵	۶	۶	۳۲	۶۴	
۹	میر سرفراز علی	۸	۳	۳	۷	۶	۳۲	۶۴	
۱۰	سید محسن	۸	۴	۴	۱۰	۵	۳۱	۶۲	

نمبر سلسلہ	نام طالب علم	نمبر [illegible]	نمبر [illegible]	[illegible]	نمبر [illegible]	[illegible]	جملہ	فیصدی	کیفیت
١١	فدا علی مرزا	٨	٧	٤	٨	٣	٢٠	٦٠	
١٢	سعید	٧	٦	٣	٨	٥	٢٩	٥٨	
١٣	سید حسین	٧	٨	٤	٤	٥	٢٨	٥٦	
١٤	خواجہ معین الدین	٧	٧	٤	٥	٥	٢٨	٥٦	
١٥	احمد یوسف علی	٧	٥	٤	٥	٦	٢٧	٥٤	
١٦	سلطان بن عمر	٨	٤	٥	٤	٦	٢٦	٥٢	
١٧	امیر علی	٨	٤	٣	٨	٣	٢٦	٥٢	
١٨	سید محمود حسینی	٨	٥	٥	٢	٥	٢٥	٥٠	
١٩	آفتاب علی خان	٨	٤	٥	٨	×	٢٥	٥٠	
٢٠	قادر محی الدین	٥	٧	٣	٤	٥	٢٤	٤٨	
٢١	سنگیا	٨	٧	٤	١	٣	٢٣	٤٦	
٢٢	مرزا معین بیگ	٨	٦	×	٥	٤	٢٣	٤٦	
٢٣	سید سمیع اللہ	٧	٥	٤	٧	×	٢٣	٤٦	
٢٤	غلام احمد	٨	٥	٤	٦	×	٢٣	٤٦	
٢٥	داؤد علی	٧	٥	٥	١	٤	٢٢	٤٤	
٢٦	محمد منیر الدین	٧	٣	٣	٣	٥	٢١	٤٢	
٢٧	محمد عبد الغفور	×	٦	٥	٥	١٥	٢١	٤٢	
٢٨	گنیش پرشاد دوم	٦	٤	٤	٢	٤	٢٠	٤٠	
٢٩	سید احمد الدین	٨	٣	٣	١	٥	٢٠	٤٠	
٣٠	گنیش پرشاد چہارم	٨	٤	×	٢	٦	٢٠	٤٠	
٣١	بندہ علی	٨	٣	٤	×	٥	٢٠	٤٠	
٣٢	نرسمہوال	٨	٣	١	٢	٥	١٩	٣٨	
٣٣	محمد ظہور الحق	٧	٤	٤	٤	×	١٩	٣٨	

نشان سلسلہ	نام طالبعلم	حساب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	کیفیت
۳۴	سید ناصر الدین	۷	۷	۵	×	×	۱۹	۳۸	
۳۵	ملیا	۱	۴	۴	۳	۲	۱۸	۳۶	
۳۶	لچھمی کانت رام	۶	۳	۳	۱	۵	۱۸	۳۶	
۳۷	محمد جعفر	۸	×	۳	×	×	۶	۱۲	
۳۸	مرزا عثمان بیگ	۷	۳	۵	×	۱	۱۶	۳۲	
۳۹	شیخ عبداللہ	۶	۳	×	۱	۵	۱۵	۳۰	
۴۰	سید حسین الدین حسینی	۸	×	۱	×	۶	۱۵	۳۰	
۴۱	محمد حسین سوم	۸	۲	۲	×	۳	۱۵	۳۰	
۴۲	سید حسن بادشاہ	۸	×	غ	×	۶	۱۴	۲۸	
۴۳	سید حمید الدین	۸	غ	×	×	۵	۱۳	۲۶	
۴۴	محمد عبد الرحیم	۷	۳	×	×	۳	۱۳	۲۶	
۴۵	عبد الواسع	۳	×	۳	۲	۲	۱۰	۲۰	
۴۶	خواجہ خان	×	×	۴	×	۵	۹	۱۸	
۴۷	شیخ عمر	×	۲	۴	۳	×	۹	۱۸	
۴۸	عبد القیوم	×	۶	×	×	×	۶	۱۳	
۴۹	عمر بن عبداللہ	×	×	۲	×	۳	۵	۱۰	
۵۰	محمد عبد الغفار	×	×	×	×	۲	۲	۴	

مدرسہ دار العلوم فوقانیہ

۱۰ تا ۱۲ سالی

		[illegible]	[illegible]	تکمیلی	[illegible]	[illegible]	جملہ	جملہ فیصد	کیفیت
۱	عبد المجاہد	۶	۵	۱۰	۱۰	۲	۳۴	۶۸	
۲	قاسم عباس	۵	۶	۸	۱۰	۴	۳۳	۶۶	

نمبر سلسلہ	نام طالب علم	نمبر دینی	نمبر املائی	نمبر تحریری	نمبر انشا	نمبر امتحان	جملہ	مجموعہ	کیفیت
۳	سید عبد الواحد	۵	۶	۱۰	۸	۳	۳۲	۶۴	
۴	میر ریاست علی	۶	۵	۶	۱۲	۳	۳۲	۶۴	
۵	محمد ہاشم	۵	۶	۲	۸	۲	۳۱	۶۲	
۶	معین الدین	۶	۵	۸	۱۰	۲	۳۱	۶۲	
۷	میر حبیب علی	۴	۵	۱۰	۸	۳	۳۰	۶۰	
۸	محمد عبد الحکیم صدیقی	۵	۵	۸	۸	۳	۲۹	۵۸	
۹	محمد کمال الدین خان	۵	۳	۹	۱۰	۲	۲۹	۵۸	
۱۰	مرتضیٰ علی	۷	۶	۱۰	۲	۳	۲۸	۵۶	
۱۱	سید محی الدین	۳	۵	۱۰	۸	۲	۲۸	۵۶	
۱۲	مرزا روشن علی بیگ	۴	۶	۱۰	۶	۲	۲۸	۵۶	
۱۳	عبد السلام	۲	۶	۱۰	۴	۵	۲۷	۵۴	
۱۴	محمد نصرت اللہ	۲	۵	۱۰	۸	۲	۲۷	۵۴	
۱۵	سعید بن عمر	۳	۶	۱۰	۶	۲	۲۷	۵۴	
۱۶	جیا رام	۶	۶	۹	۲	۳	۲۶	۵۲	
۱۷	محمد عبد القدیر	۷	۶	۱۰	×	۳	۲۶	۵۴	
۱۸	مرزا احمد علی بیگ	۱	۶	۹	۶	۴	۲۶	۵۲	
۱۹	قاسم علیخاں	۱	۶	۸	۸	۳	۲۶	۵۲	
۲۰	محمد فیض اللہ	۲	۵	۱۰	۶	۳	۲۶	۵۲	
۲۱	ست نارائن	۳	۵	۱۰	۴	۴	۲۶	۵۲	
۲۲	پریم چند	۵	۵	۱۰	۴	۲	۲۶	۵۲	
۲۳	عبد القادر	۱	۶	۹	۶	۳	۲۵	۵۰	
۲۴	محمد صفی الدین	۱	۵	۱۰	۴	۵	۲۵	۵۰	
۲۵	سید حسین	۲	۶	۸	۶	۳	۲۵	۵۰	

نمبر شمار	نام طالب علم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۲۶	سعیدالدین	۲	۵	۱۰	۶	۲	۲۵	۵۰	
۲۷	حیدر علی	×	۶	۱۰	۶	۲	۲۴	۲۸	
۲۸	محمد عبدالرزاق	۱۰	۶	۱۰	۸	۳	۲۴	۲۸	
۲۹	محمد قدرت اللہ	۴	۵	×	۱۲	۳	۲۴	۴۸	
۳۰	فقیر محمد	۳	۶	۹	۲	۳	۲۳	۴۶	
۳۱	محمد اسمٰعیل	۲	۶	×	۱۲	۲	۲۲	۴۴	
۳۲	محمد عبدالرحیم	۳	۶	۸	۲	۳	۳۲	۴۴	
۳۳	محمد افضل الدین	۴	۲	۷	۷	۲	۲۲	۴۴	
۳۴	لچھمن لال	۱	۵	۹	۴	۲	۲۱	۴۲	
۳۵	محمد فضل الرحمن	۴	۳	۸	۱۰	۳	۲۱	۴۲	
۳۶	افتخار احمد	۴	۶	۳	۸	×	۲۱	۴۲	
۳۷	میر سجان علی	۵	۶	۱۰	۲	۴	۲۱	۴۲	
۳۸	محمد سرفراز علی	۵	۶	۷	×	۳	۲۱	۴۲	
۳۹	برج جیون چند	۲	۲	۹	۴	۳	۲۰	۴۰	
۴۰	محمد جمال الدین	۶	۶	۴	×	۳	۱۹	۳۸	
۴۱	محمد اکبر علی	۲	۵	۹	×	۳	۱۹	۳۸	
۴۲	محمد اسمٰعیل علیخاں	۳	۶	۶	۲	۲	۱۹	۳۸	
۴۳	محمد جعفر حسین	۳	۶	۷	×	۲	۱۸	۳۶	
۴۴	پوران	×	۵	۱۰	۲	×	۱۷	۳۴	
۴۵	محمد عبدالحکیم	۳	۶	۶	×	۱	۱۶	۳۲	
۴۶	عبداللہ خان	۱	۵	۲	۶	۲	۱۶	۳۲	
۴۷	غلام محی الدین	×	۵	۸	×	۲	۱۵	۳۰	
۴۸	وزیر الدین	۲	۴	۴	×	×	۱۰	۲۰	

نمبر شمار	نام طالب علم	تکمیلی	ترتیبی	تلازمی	تشبیہی	ثانوی	جملہ	جملہ فیصد	کیفیت
۴۹	ہاشم حسینی	×	۵	۱	×	×	۶	۱۲	
۵۰	غلام رسول	×	۲	۱	×	۲	۵	۱۰	

چادرگھاٹ پرائمری اسکول

(۱۰ تا ۱۲ سال)

نمبر شمار	نام طالب علم	تکمیلی	ترتیبی	تلازمی	تشبیہی	ثانوی	جملہ	جملہ فیصد	کیفیت
۱	محمد عثمان اول	۱۰	۹	۶	۱۴	۳	۴۲	۸۴	
۲	میر رحمن علی	۱۰	۰	۶	۱۰	۲	۳۵	۷۰	
۳	غازی الدین	۱۰	۶	۵	۱۰	۱	۳۲	۶۴	
۴	قاسم الدین	۸	۸	×	۱۲	۳	۳۰	۶۰	
۵	مقبول حسین	۱۰	۴	۵	۸	۲	۲۹	۵۸	
۶	رشید الدین	۵	۸	۵	۴	۲	۲۴	۴۸	
۷	طاہر علی	۹	۵	۶	۲	۲	۲۴	۴۸	
۸	محمد سلطان	۸	۳	۶	۴	۲	۲۳	۴۶	
۹	سید عبدالکریم	۹	×	۵	۶	۲	۲۲	۴۴	
۱۰	روشن علی	۱۰	۳	۴	۲	۲	۲۱	۴۲	
۱۱	سید علی الدین	۱۰	۵	۳	×	۱	۲۱	۴۲	
۱۲	محمد عباس	۹	۵	۶	×	۱	۲۱	۴۲	
۱۳	شمس الدین۔	۷	۶	×	۶	۱	۲۰	۴۰	
۱۴	بھوم ریڈی	۹	۲	۳	۴	۲	۲۰	۴۰	
۱۵	محمد عبدالحمید	۱	۵	۵	۶	۲	۲۰	۴۰	
۱۶	محمد فاروق	۱۰	×	۶	۲	۱	۱۹	۳۸	

[illegible]	نام طالب علم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱۷	محمد عطاء اللہ	۸	۶	۵	×	×	۱۹	۳۸	
۱۸	رحمت	۷	۵	۵	×	۲	۱۹	۳۸	
۱۹	محمد یونس	۹	۳	۵	×	۲	۱۹	۳۸	
۲۰	بنیا	۶	۶	۶	×	×	۱۸	۳۶	
۲۱	خواجہ حسن الدین	۳	۳	×	۱۰	۲	۱۸	۳۶	
۲۲	محمد عثمان	۸	۲	۶	×	۱	۱۷	۳۴	
۲۳	سید عبد المعز	۴	۳	×	۱۰		۱۷	۳۴	
۲۴	شمس الدین خان	۷	۳	۵	×	×	۱۵	۳۰	
۲۵	جہانگیر حسین	۱۰	۱	۴	×	×	۱۵	۳۰	
۲۶	محبوب اللہ بیگ	×	۴	۶	۶	۱	۱۳	۲۶	
۲۷	سید نثار علی	۶	×	۶	×	۱	۱۳	۲۶	
۲۸	افضل حسین	۱۰	×	×	۲	۱	۱۳	۲۶	
۲۹	سید پیر پادشاہ	۶	۲	۱	×	۲	۱۲	۲۴	
۳۰	محمد فیض اللہ	×	۷	۵	×	×	۱۲	۲۴	
۳۱	محمد عبد الرحمن	۱	۲	۶	×	۲	۱۱	۲۲	
۳۲	چندبھر	۳	×	۴	۳	۱	۱۰	۲۰	
۳۳	سرنیواس	۴	۲	×	۴	×	۱۰	۲۰	
۳۴	عباس علی	۱	۵	۳	×	×	۹	۱۸	
۳۵	محمد فیاض الدین خاں	۳	×	۶	×	×	۹	۱۸	
۳۶	سید عثمان	۶	×	۳	×	×	۹	۱۸	
۳۷	اصغر علی بیگ	×	۳	۶	×	×	۹	۱۸	
۳۸	مرزا محمد اللہ بیگ	۱	۵	۲	×	×	۸	۱۶	
۳۹	سید مخدوم	۵	×	×	×	۲	۰	۱۴	

نشان سلسلہ	نام طالب علم	ترتیبی	تشبیہی	تلازمی	تکمیلی	مشاہداتی	جملہ	جملہ فیصد	کیفیت
۴۰	ایشورداس	۳	۱	۲	×	۱	۷	۱۴	
۴۱	سری رام ا	۷	×	×	×	×	۷	۱۴	
۴۲	فیاض علی	۲	۲	۲	۱	×	۷	۱۴	
۴۳	محمود علی	۴	۱	۱	×	×	۶	۱۲	
۴۴	محمد شمس الدین	×	×	۵	×	×	۵	۱۰	
۴۵	میر تہنیت علی	×	۱	×	۴	×	۵	۱۰	
۴۶	عبدالحفیظ	×	×	۳	×	۲	۵	۱۰	
۴۷	بابیا	۲	۱	۱	×	×	۴	۸	
۴۸	نظام الدین	×	×	۱	۲	×	۳	۶	
۴۹	اننت	×	۱	×	×	×	۱	۶	
۵۰	نام کمدر ہے	×	×	×	×	×	×	×	

گوشہ محل مڈل اسکول

(۱۰ تا ۱۲) سال

نشان سلسلہ	نام طالب علم	ترتیبی	تشبیہی	تلازمی	مشاہداتی	تکمیلی	جملہ	جملہ فیصد	کیفیت
۱	احمد محی الدین	۹	۱۸	۶	۲	۸	۴۳	۸۶	
۲	محمد عبدالرشد	۸	۱۸	۶	۲	۸	۴۲	۸۴	
۳	میر اعظم علی	۸	۱۲	۶	۲	۸	۳۶	۷۲	
۴	سید مسعود	۹	۱۰	۶	۲	۸	۳۵	۷۰	
۵	عطاء اللہ شریف	۷	۱۶	۲	۲	۸	۳۵	۷۰	
۶	شیخ محمد	۷	۸	۶	۳	۸	۳۲	۶۴	
۷	مدینہ شہزرہ	۸	۸	۶	۲	۸	۳۲	۶۴	

نمبر سلسلہ	نام طالب علم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نصف	مجموعہ	کیفیت
۸	عفور احمد	۵	۱۲	۴	۲	۸	۳۱	۶۲	
۹	مہدی علی	۹	۸	۵	۱	۸	۳۱	۶۰	
۱۰	یوسف خاں	۶	۱۰	۵	۲	۸	۳۱	۶۰	
۱۱	پٹالی راؤ	۳	۱۲	۶	۲	۸	۳۱	۶۱	
۱۲	محمد زین الدین	۲	۱۲	۶	۲	۸	۳۰	۶۰	
۱۳	محمد قاسم	۵	۸	۶	۲	۸	۲۹	۵۸	
۱۴	محمد ابراہیم	۷	۶	۵	۲	۹	۲۹	۵۸	
۱۵	محمد عبد الصمد	۶	۱۰	۴	۲	۷	۲۹	۵۸	
۱۶	محمد مسعود الحسن	۳	۱۰	۶	۳	۸	۲۸	۵۶	
۱۷	عبد الحکیم	۳	۱۱	۵	۲	۸	۲۸	۵۶	
۱۸	لطف الرحمن	۹	×	۶	۴	۹	۲۸	۵۶	
۱۹	سید انور علی	۲	۱۰	۵	۳	۸	۲۷	۵۴	
۲۰	سید عبد القدیر	۸	۶	۵	×	۸	۲۷	۵۴	
۲۱	وینکٹ راؤ	۳	۶	۶	۳	۹	۲۷	۵۴	
۲۲	معین الدین خاں	۸	۸	۶	۱	۴	۲۷	۵۴	
۲۳	محمد اعجاز حسین	۷	۶	۵	۲	۶	۲۶	۵۲	
۲۴	غلام خواجہ معین الدین	۴	۱۰	۴	×	۷	۲۵	۵۰	
۲۵	خواجہ محمد عثمان	۵	۶	۵	۲	۷	۲۵	۵۰	
۲۶	سید افضل	۳	۴	۵	۳	۸	۲۳	۴۶	
۲۷	سید خواجہ مظفر الدین	۸	×	۵	۲	۸	۲۳	۴۶	
۲۰	ریاض الدین	۴	۶	۴	×	۸	۲۲	۴۴	
۲۹	سید احمد حسین	۴	۶	۶	×	۶	۲۲	۴۴	
۳۰	محمد شریف حسین	۲	۸	۵	۱	۸	۲۲	۴۴	

نشان سلسلہ	نام طالب علم	[illegible]	تفسیر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	جمع	[illegible]	کیفیت
۳۱	غلام محی الدین	۶	۴	۴	×	۸	۲۲	۴۴	
۳۲	محمد جلال الدین	۲	۶	۵	×	۹	۲۰	۴۰	
۳۳	خواجہ کریم الدین	۶	۲	۵	۱	۸	۲۰	۴۰	
۳۴	بالا رام	۱	۶	۳	۳	۷	۲۰	۴۰	
۳۵	انور خاں	۵	۲	۵	۳	۵	۲۰	۴۰	
۳۶	محمد غالب	۲	۶	۵	×	۸	۱۹	۳۸	
۳۷	رام چندر راؤ	۲	۴	۶	۱	۶	۱۹	۳۸	
۳۸	سید محمود	۵	۴	×	۲	۷	۱۸	۳۶	
۳۹	حامد علیخاں	۲	۶	۵	۱	۳	۱۷	۳۴	
۴۰	بجرنگ سنگھ	۱	۶	۲	×	۷	۱۶	۳۲	
۴۱	چنپا	۲	×	۶	۱	۷	۱۶	۳۲	
۴۲	خواجہ محی الدین	۳	×	۵	×	۸	۱۶	۳۲	
۴۳	محمد عبد الجبار خاں	۱	×	۲	۳	۸	۱۴	۲۸	
۴۴	عنایت حسین	۱	۶	×	×	۶	۱۳	۲۶	
۴۵	نور محمد خان	۱	×	۵	×	۶	۱۱	۲۲	
۴۶	محمد عبد الحق	۴	×	۶	×	۱	۱۱	۲۲	
۴۷	محمد عبد الکریم	۳	۲	۱	×	×	۶	۱۲	
۴۸	سجاد	×	×	۱	×	۵	۶	۱۲	
۴۹	خواجہ خان	۱	۱	۲	×	۱	۵	۱۰	
۵۰	عبد الرشید خاں	×	×	×	×	۳	۳	۶	

تحتانیہ مدرسہ گھانس منڈی سکندر آباد

(۱۰ - ۱۲) سال

نشان سلسلہ	نام طالب علم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱	محمد ابراہیم خان	۲	۶	۶	۸	۱۰	۳۲	۶۴	
۲	نایک چند	۲	۳	۶	۸	۸	۳۷	۵۴	
۳	امام الدین	۲	۷	۶	۲	۱۰	۲۷	۵۴	
۴	عبد الرحمن	۱	۸	۶	۲	۸	۲۵	۵۰	
۵	سردار خاں	۱	۱	۶	۲	۱۰	۲۰	۴۰	
۶	عبد الوہاب	۱	۴	۵	×	۹	۱۹	۳۸	
۷	عبد الباسط	۲	۴	×	×	۱۰	۱۶	۳۲	
۸	گھنشام لال	×	۲	۵	×	۹	۱۶	۳۲	
۹	معین الدین	×	۷	×	۶	×	۱۳	۲۶	
۱۰	ہرکھہ	×	×	۵	×	۷	۱۲	۲۴	
۱۱	لکشمی ناراین	×	۲	×	۲	۹	۱۱	۲۲	
۱۲	احمد صاحب	×	۱	×	×	۱۰	۱۱	۲۲	
۱۳	محمد اسحٰق	×	۲	×	×	۶	۸	۱۶	
۱۴	احمد علی	۲	۲	×	۶	×	۸	۱۶	
۱۵	سوریا	۱	۲	۱	×	۴	۸	۱۶	
۱۶	چندر کانت	×	×	×	×	۶	۶	۱۲	
۱۷	عبد القدوس	×	۴	×	×	×	۴	۸	
۱۸	نام مکدّر رہے	×	×	×	×	۲	۲	۴	
۱۹	بابو میاں	×	×	×	×	×	×	×	

صدر تختہ بلحاظ نمبرات محصلہ

نشان سلسلہ	نام مدرسہ	۱۰۰	۹۸	۹۶	۹۴	۹۲	۹۰	۸۸	۸۶	۸۴	۸۲	۸۰	۷۸	۷۶	۷۴	۷۲	۷۰	۶۸	۶۶	۶۴	۶۲	۶۰
۱	نامپلی ہائی اسکول	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲	۲	۱	۱	۵	۰	۱
۲	اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲	۰	۱	۰	۱	۰	۱	۱	۱	۱	۳	۳
۳	مدرسہ تحتانیہ نارین گوڑہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۴	مدرسہ اردو شریف بلدہ		۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲	۱	۰	۲	۱	۰	۱	۲	۱	۱
۵	مدرسہ فوقانیہ دارالعلوم	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۱	۲	۲	۱
۶	مدرسہ چادرگھاٹ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۰	۰	۰	٥	۰	۰	۱	۰	۰	۱	۰	۱
۷	گوشہ محل مڈل اسکول	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۲	۰	۰	۲	۴	۱
۸	مدرسہ تحتانیہ گھانس منڈی سکندرآباد	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۰	۰
	میزان	×	×	×	×	×	×	×	۱	۲	۲	۰	۳	۱	۱	۵	۷	۳	۴	۱۴	۱۰	۸

(١٠ تا ١٢) سال   واقع سنہ ١٣۴٢ ف

كيفيت	میزان	٠	١	٢	۴	٦	٨	١٠	١٢	١۴	١٦	١٨	٢٠	٢٢	٢۴	٢٦	٢٨	٣٠	٣٢	٣۴	٣٦	٣٨	۴٠	۴٢	۴۴	۴٦	۴٨	٥٠	٥٢	٥۴	٥٦	٥٠
	۴٨	٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠	١	١	٠	٥	٠	٠	٠	١	۴	٢	٢	١	۴	٢	٥	١	١	١	٣	١	١
	۴٩	٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠	١	٠	٠	١	١	٣	٢	٠	٢	٢	١	٠	١	٢	١	٥	٣	۴	٢	١	٣	١	٠
	٢٥	١	٠	١	١	١	٢	٢	١	٢	١	٠	١	١	٠	٠	١	١	٣	١	١	١	١	١	٠	٠	٠	٠	١	٠	٠	٠
	٥٠	٠	٠	٠	١	-	٠	٢	١	٠	٠	٢	١	٠	٠	٢	١	٣	١	١	٢	٣	۴	٢	١	۴	١	٢	٢	١	٢	١
	٥٠	٠	٠	٠	٠	٠	٠	١	١	٠	٠	٠	١	٠	٠	٠	٠	١	٢	١	١	٣	١	٥	٣	١	٣	۴	٧	٣	٣	٢
	٥٠	١	٠	١	٠	١	١	٣	١	۴	١	۴	٢	١	٢	٣	٠	٢	٠	٢	٢	۴	٣	٣	١	١	٢	٠	٠	٠	٠	١
	٥٠	٠	٠	٠	٠	١	٠	١	٢	٠	٠	٠	٠	٢	٠	١	١	٠	٣	١	١	٣	۴	٠	۴	٢	٠	٢	١	۴	٣	٣
	١٩	١	٠	٠	١	٠	١	٠	١	٠	٣	٠	٠	٢	١	١	٠	٠	٢	٠	٠	١	١	٠	٠	٠	٠	١	٠	٢	٠	٠
	٢۴١	٣	x	٢	٣	٣	۴	٨	٧	٧	٥	٧	٧	٧	١٠	٩	٣	٩	١۴	١١	٩	١٧	١٧	١٦	١٥	١٦	١١	١٢	١٣	١٦	١٠	٨

گوشہ محل مڈل اسکول

ضمیمہ ۲

۱۲-۱۴ سال

نشان سلسلہ	نام طالب علم	تعریف	معلومات	مشابہات	انتخاب	تلازمی	معکوس اعداد	میزان	فیصدی	کیفیت
۱	غلام نصیر الدین	۵	۶	۸	۴	۶	۸	۳۷	۷۴	
۲	محمد شمس الدین	۵	۸	۷	۴	۶	۶	۳۶	۷۲	
۳	غوث الدین دوم	۵	۴	۷	۵	۶	۸	۳۵	۷۰	
۴	اظہر الدین	۳	۹	۴	۲	۶	۸	۳۲	۲۴	
۵	سعید الدین	۵	۴	۷	۴	۶	۶	۳۲	۶۴	
۶	راج محمد	۵	×	۷	۶	۶	۸	۳۲	۶۴	
۷	ہری گوبند	۴	۴	۷	۳	۶	۷	۳۱	۶۲	
۸	شریف الدین	۵	۴	۵	۵	۶	۶	۳۱	۶۲	
۹	قمر الدین حسن	۴	۷	۴	۲	۵	۶	۲۸	۵۶	
۱۰	محمد عبد القیوم	۴	۴	۵	۲	۶	۷	۲۸	۵۶	
۱۱	ابراہیم خان	۵	۴	۳	۴	۶	۶	۲۸	۵۶	
۱۲	عبد اللطیف خاں	۴	۴	۸	۲	۶	۴	۲۸	۵۶	
۱۳	غلام جیلانی	۴	×	۸	۴	۶	۵			
۱۴	منظور علیخاں	۴	۴	۳	۳	۶	۸	۲۸	۵۶	
۱۵	عبد الحفیظ خان	۴	۴	۶	۵	۶	۶	۲۷	۵۴	
۱۶	سید عبد القادر	۴	۴	۵	۳	۵	۶	۲۷	۵۴	
۱۷	سید معین الدین حسن	۵	×	۵	۵	۶	۶	۲۷	۵۴	
۱۸	شیخ شریف الدین	۴	۵	۴	۳	۵	۶	۲۷	۵۴	
۱۹	رتن سنگھ	۴	۴	۴	۳	۶	۶	۲۷	۵۴	

نشان سلسلہ	نام طالب علم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	جملہ	فیصدی	کیفیت
۲۰	بہیم سنگہ راؤ	۵	×	۳	۵	۶	۷	[illegible]	۵۲	
۲۱	اڑودے راؤ	۵	۴	۳	۴	۶	۴	۲۶	۵۲	
۲۲	ہری ہر	۴	۴	۳	۳	۶	۶	۲۶	۵۳	
۲۳	سید محی الدین	۳	۴	۲	۵	۶	۶	۲۶	۵۲	
۲۴	عبدالصمد	۵	×	۳	۵	۵	۵	۲۶	۵۲	
۲۵	سید اقبال حسین	۵	۴	۲	۴	۵	۴	۲۵	۵۰	
۲۶	کرشنا چاری	۳	۴	۲	۵	۶	۴	۲۵	۵۰	
۲۷	خواجہ شریف	۵	×	۲	۴	۶	۶	۲۳	۴۶	
۲۸	عبدالجبار	۲	×	۵	۳	۵	۶	۲۳	۴۶	
۲۹	عبدالباسط	۲	۱	۲	۳	۶	۴	۲۳	۴۶	
۳۰	سید خوندمیر	۴	×	۵	۴	۶	۴	۲۲	۴۴	
۳۱	نرہری	۵	×	۳	۳	۶	۵	۲۲	۴۴	
۳۲	سید مسعود	۵	×	۵	۲	۶	۴	۲۲	۴۴	
۲۳	سید محمود	۲	۲	۴	۶	۸	۳	۲۱	۴۲	
۳۴	گنگا جی	۵	۴	۲	×	×	[illegible]	۲۱	۴۲	
۳۵	بہگوان پرشاد	۳	×	۳	۳	۴	۴	۲۱	۴۲	
۳۶	محمد علی	۵	×	۳	۳	۵	۴	۲۱	۴۲	
۳۷	عبدالرشید	۳	×	۷	۲	۶	۲	۲۰	۴۰	
۳۸	بہیم راؤ	۳	×	۳	۲	۵	۳	۲۰	۴۰	
۳۹	جناردہن راؤ	۳	[illegible]	[illegible]	۲	×	[illegible]	۲۰	۴۰	
۴۰	محمد غوث	۳	×	۲	۱	۶	۵	۱۹	۳۸	
۴۱	عبدالرحمن	۵	۲	۴	۲	[illegible]	۶	۱۹	۳۸	
۴۲	دہولسا	۵	×	×	[illegible]	[illegible]	۲	۱۹	۳۸	

نشان سلسلہ	نام طالب علم	نمبر صفائی	نمبر عادات	نمبر شائستگی	نمبر اتحاد عمل	نمبر آزادی	نمبر ضبط و استقلال	جمع	مجموعہ نمبر	کیفیت
۴۳	محمد عمر	۵	×	۴	۲	۵	۳	۱۹	۳۸	
۴۴	عبدالعزیز	۴	×	۳	۲	۵	۴	۱۸	۳۶	
۴۵	دین دیال	۳	×	۲	۳	۵	۴	۱۷	۳۴	
۴۶	عبدالمجید	۴	۴	۳	×	۱	۲	۱۴	۲۸	
۴۷	جے رام	۴	۴	×	۲	۲	۲	۱۴	۲۸	
۴۸	پی سوار یڈی	۳	×	۴	۱	×	۶	۱۴	۲۸	
۴۹	میر عثمان	۵	×	۳	۱	×	۲	۱۱	۲۲	
۵۰	بہاؤالدین	×	×	×	۳	×	۳	۶	۱۲	

اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد

۱۳ تا ۱۴ سال

نشان سلسلہ

نشان سلسلہ	نام طالب علم	نمبر عادات کی آزمائش	نمبر ضبط و استقلال کی آزمائش	نمبر اخلاق کی آزمائش	نمبر تنظیم کی آزمائش	نمبر شائستگی کی آزمائش	نمبر اتحاد عمل کی آزمائش	جمع	مجموعہ نمبر	کیفیت
۱	محمد علیخاں	۸	۶	۵	۹	۶	۵	۳۹	۷۸	
۲	محمد یوسف علیخاں	۴	۶	۵	۸	۶	۴	۳۳	۶۶	
۳	نظیر احمد	۴	۸	۵	۸	۶	۲	۳۳	۶۶	
۴	عبدالرشید	۸	۴	۴	۶	۶	۴	۳۲	۶۴	
۵	محمد ممتاز علی	۸	۲	۵	۷	۶	۳	۳۱	۶۲	
۶	غوث محی الدین	×	۶	۵	۹	۶	۴	۳۰	۶۰	
۷	عبدالقادر	×	۸	۴	۹	۶	۳	۳۰	۶۰	

نمبر سلسلہ	نام طالب علم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	جملہ	جملہ فیصدی	کیفیت
۸	محمد عثمان	۴	۶	۸	۳	۶	۲	۲۹	۵۸	
۹	محمد ابراہیم	×	۶	۵	۸	۶	۳	۲۸	۵۶	
۱۰	محمد جعفر	×	۶	۴	۹	۶	۳	۲۸	۵۶	
۱۱	محمد مزمل	۴	۲	۵	۷	۶	۴	۲۸	۵۶	
۱۲	محمد علی	۴	۲	۳	۹	۶	۳	۲۷	۵۴	
۱۳	محسن الدین	×	۸	۲	۶	۶	۴	۲۶	۵۲	
۱۴	رحیم الدین	×	۶	۴	۸	۶	۲	۲۶	۵۲	
۱۵	محی الدین	×	۲	۸	۸	۶	۳	۲۴	۴۸	
۱۶	عبد الباری	×	۸	۴	۴	۶	۲	۲۴	۴۸	
۱۷	محمد مصلح الدین	۴	۴	۲	۶	۵	۳	۲۴	۴۸	
۱۸	جوزف	×	۲	۵	۸	۶	۳	۲۴	۴۸	
۱۹	عبد المجیب	۸	۴	×	۵	۴	۲	۲۳	۴۶	
۲۰	محمد سیف الدین	×	۲	۴	۶	۶	۵	۲۳	۴۶	
۲۱	محمد حسین خان	۴	۲	۲	۶	۵	۴	۲۳	۴۶	
۲۲	محمد انوار اللہ	×	۴	۴	۷	۶	۲	۲۳	۴۶	
۲۳	محمد سلیمان	۴	۴	۵	×	۶	۳	۲۲	۴۴	
۲۴	مشتاق احمد	×	۴	۵	۳	۶	۴	۲۲	۴۴	
۲۵	حبیب الرحمن	×	۲	۲	۶	۶	۳	۲۱	۴۲	
۲۶	قادر خان	۴	×	۳	۳	۶	۴	۲۰	۴۰	
۲۷	محمد اسد اللہ	×	۴	۴	۳	۶	۳	۲۰	۴۰	
۲۸	عبد الرؤف خان	×	۶	۴	۱	۴	۴	۱۹	۳۸	
۲۹	محمد عبد البصیر	۴	۲	۴	×	۶	۳	۱۹	۳۸	
۳۰	شیخ عبد الوحید	×	×	۱	۶	۶	۵	۱۸	۳۶	

نشان سلسلہ	نام طالب علم	بیعت کی ترغیب	عمدہ استدلال کی ترغیب	تخفیف کی ترغیب	شاہ ولی کی ترغیب	علامت اقبال کی ترغیب	انتخاب کی ترغیب	میزان	صحیح نمبر	کیفیت
۳۱	میر عسکر علی	×	۲	۳	۶	۶	۱	۱۸	۳۶	
۳۲	سید مخدوم	×	۲	۵	۱	۶	۴	۱۸	۳۶	
۳۳	محمد غوث خاں	۴	۲	۲	۷	۵	۴	۱۷	۳۴	
۳۴	شیخ جندہ	×	۲	۵	۱	۶	۳	۱۷	۳۴	
۳۵	عبد المجید خان	۶	۲	×	۵	۶	۴	۱۷	۳۴	
۳۶	خلیل الرحمٰن	۴	×	۱	۶	۶	×	۱۷	۳۴	
۳۷	عبد الحمید خان	×	۶	۴	۱	۶	×	۱۷	۳۴	
۳۸	محمد اکرم خاں	×	۴	۲	۲	۶	۲	۱۶	۳۲	
۳۹	سید امیر	۸	×	×	×	۶	×	۱۴	۲۸	
۴۰	محمد ابراہیم	×	۲	۳	۳	۶	×	۱۴	۲۸	
۴۱	حیات خاں	×	×	۵	۳	۵	۱	۱۴	۲۸	
۴۲	محمد خلیل الرحمن	×	۴	۴	×	۶	×	۱۴	۲۸	
۴۳	عبد الصمد	×	۲	×	۳	۶	۳	۱۴	۲۸	
۴۴	عبد الستار	×	۲	۳	۶	×	۲	۱۳	۲۶	
۴۵	فیض محمد	×	×	۳	×	۶	۱	۱۰	۲۰	
۴۶	رکما ریڈی	×	۲	۱	×	۲	۵	۱۰	۲۰	
۴۷	عبد الرحمن	×	×	۱	×	۶	۲	۹	۱۹	
۴۸	سید عبد العزیز	×	×	۴	×	۱	۴	۹	۱۹	
۴۹	قریشی	×	۴	۱	۱	×	×	۶	۱۲	
۵۰	منیر الحسن	×	×	۵	×	×	×	۵	۱۰	

مدرسہ اردو شریف

(۱۳ تا ۱۴ سال)

نشان سلسلہ	نام طالب علم	مہملات	تلازمی	مشابہاتی	انتخابیہ	مخالف	عدد و اعمال	کل	مجموعی فیصد	کیفیت
۱	عنایت احمد	۷	۶	۳	۴	۵	۶	۳۱	۶۲	
۲	محمد یوسف علی	۵	۶	۵	۳	۵	۶	۳۰	۶۰	
۳	سید نبی	۵	۶	۱	۴	۵	۶	۲۷	۵۴	
۴	سید محمد علی	۳	۶	۳	۴	۵	۴	۲۵	۵۰	
۵	محمود علی	۵	۳	۸	۳	۳	۲	۲۴	۴۸	
۶	میر شبیر احمد	۵	۳	۴	۲	۴	۶	۲۴	۴۸	
۷	معین عالم	×	۶	۱	۴	۵	۸	۲۴	۴۸	
۸	خواجہ معین الدین	۵	۵	۳	۳	۴	۴	۲۴	۴۸	
۹	شیخ عثمان	۵	۶	۳	۳	۵	۲	۲۴	۴۸	
۱۰	محمد نور اللہ	×	۶	۴	۳	۵	۴	۲۲	۴۴	
۱۱	رجب علی	×	۵	۶	×	۵	۶	۲۲	۴۴	
۱۲	یاد تیا	×	۵	۷	۴	۴	۲	۲۲	۴۴	
۱۳	محمد عارف	×	۳	۱	۴	۴	۸	۲۰	۴۰	
۱۴	محمد بن سعید	۵	۲	۴	×	۲	۶	۲۰	۴۰	
۱۵	خواجہ غوث محی الدین	×	۵	۱	۳	۴	۶	۱۹	۳۸	
۱۶	محسن	۵	۳	۲	۱	۳	۴	۱۸	۳۶	
۱۷	ملک نعمت اللہ	۲	۴	۲	۱	۳	۶	۱۸	۳۶	
۱۸	سید اکبر حسینی	۲	۵	×	۱	۴	۶	۱۸	۳۶	
۱۹	سید محمد موسیٰ	×	۵	۱	×	۵	۶	۱۷	۳۴	

نشان سلسلہ	نام طالب علم	بلاغت	املائی	مثنوی	انشا	تحریر	مجموعہ اعمال	جمع	جمع قیمت	کیفیت
۲۰	محمد محبوب	۵	۲	۴	×	۲	۴	۱۷	۳۴	
۲۱	محمد خواجہ	×	۴	۳	۳	۳	۴	۱۷	۳۴	
۲۲	احمد حسین	×	۱	۶	۲	۵	۲	۱۶	۳۳	
۲۳	محمد غوث	۵	۱	×	۴	×	۶	۱۶	۳۲	
۲۴	صالح بن عمر	×	۶	۳	غ	۵	غ	۱۴	۲۸	
۲۵	اننت راجہ رام	×	۴	۱	۳	۳	۲	۱۳	۲۶	
۲۶	شیخ محمد	×	۲	×	۳	۳	۴	۱۲	۲۴	
۲۷	محمد حسین علی	×	۳	۲	۱	۵	×	۱۱	۲۲	
۲۸	بابیا	۴	۱	۲	×	۲	۲	۱۱	۲۲	
۲۹	سید رضا علی	۲	۴	×	۱	۴	×	۱۱	۲۲	
۳۰	سید حبیب الدین	×	۴	۳	۱	۳	×	۱۱	۲۲	
۳۱	حسین خان	۴	۲	×	×	۳	×	۹	۱۸	
۳۲	سید اقبال علی	۳	۱	۱	×	×	۴	۹	۱۸	
۳۳	احمد بن محمد	×	×	۴	۳	×	×	۷	۱۴	
۳۴	جعفر حسین خان	۳	×	۲	۱	×	×	۶	۱۲	
۳۵	عبد الرشید عبد الرحیم	۴	۱	×	×	×	×	۵	۱۰	
۳۶	سید امیر اللہ حسینی	×	×	×	×	×	۴	۴	۸	
۳۷	شیخ محمد	×	۱	×	×	۱	۲	۴	۸	
۳۸	محبوب خاں	×	۲	×	×	۱	×	۳	۶	
۳۹	عبد الرحمن	×	۱	×	×	×	×	۱	۲	
۴۰	چنیا	×	۱	×	×	×	×	۱	۲	

مدرسۂ تحتانیہ نارائن گوڑہ

(۱۳ تا ۱۴) سال

نشان نمبر	نام طالب علم	[illegible]	سوالات	[illegible]	[illegible]	آزادی	[illegible]	جمع	جمع فیصد	کیفیت
۱	ردبن	۲	۸	۲	۳	۶	۳	۲۴	۴۸	
۲	محمد بن عبداللہ	۲	×	۲	۳	۶	۶	۱۹	۳۸	
۳	محمد عبدالحمید	۲	×	×	۵	۶	۶	۱۹	۳۸	
۴	شیخ محبوب	۱	۸	۲	۴	۱	۱	۱۷	۳۴	
۵	چمیا	۱	×	×	۳	۶	۷	۱۷	۳۴	
۶	گالی بالیا	×	×	×	۳	۵	۸	۱۶	۳۲	
۷	آنند تیرتھ	۱	۸	×	×	×	۶	۱۵	۳۰	
۸	محمد سلیمان	×	۴	۲	۲	۶	×	۱۴	۳۸	
۹	محمد غوث	×	×	۲	۲	۶	۶	۱۴	۲۸	
۱۰	سید عبدالشکور	۱	×	×	×	۶	۶	۳	۲۶	
۱۱	منکریا	۱	×	×	۱	۵	۵	۱۲	۲۴	
۱۲	ملیا	۱	×	۲	×	۴	۵	۱۲	۲۴	
۱۳	محمد اختر	۵	×	×	×	۶	×	۱۱	۲۲	
۱۴	محمد خورشید حسن	×	×	×	۲	۶	۲	۱۰	۱۰	
۱۵	آیزک	۲	×	×	۱	۵	×	۸	۱۶	
۱۶	کمندم	×	×	×	۳	×	۵	۸	۱۶	
۱۷	یادگری	×	×	۲	۳	×	۱	۶	۱۲	
۱۸	بالیا	۱	×	×	۴	×	×	۵	۱۰	
۱۹	پینٹیا	×	×	×	×	×	۵	۵	۱۰	

نشان سلسلہ	نام طالب علم	انتخاب	مہملات	عمدہ استدلال	تخالف	تلازمی	مشاہداتی	جملہ	جملہ فیصد	کیفیت
۲۰	منیا	×	×	×	×	×	۵	۵	۱۰	
۲۱	چندریا	۲	×	×	۱	×	×	۳	۶	
۲۲	مدن ریڈی	۱	×	×	۱	۱	×	۳	۶	
۲۳	عبدالسمیع	۱	×	×	×	×	۱	۲	۴	
۲۴	غلام قادر	×	×	×	۲	×	×	۱	۴	
۲۵	مخدوم	×	×	×	۲	×	×	۲	۴	
۲۶	کشن سنگھ	×	×	۲	×	×	×	۲	۴	
۲۷	سید محبوب	×	×	×	×	×	۱	۱	۲	
۲۸	وزیر علی	×	×	×	۱	×	×	۱	۲	
۲۹	محمد جعفر	×	×	×	×	×	×	×	×	
۳۰	عزیز اللہ	×	×	×	×	×	×	×	×	

مدرسہ فوقانیہ دارالعلوم بلدہ

(۱۲ تا ۱۴) سال

		مہمات	عمدہ استدلال	تخالف	مشاہداتی	تلازمی	انتخابی	جملہ	جملہ فیصد	کیفیت
۱	عطاءالرحمن	۱۲	۴	۵	۵	۶	۳	۳۵	۷۰	
۲	محمد عبدالمجید	۸	۶	۵	۸	۵	۳	۳۵	۷۰	
۳	ولی الدین علیخاں	۴	۸	۵	۹	۶	۳	۳۵	۷۰	
۴	مصطفیٰ علیخان	۴	۶	۵	۹	۶	۴	۳۴	۶۸	
۵	محمد غوث الدین صدیقی	۴	۶	۵	۹	۶	۴	۳۴	۶۸	
۶	ضیاءالرحمن	۸	۴	۵	۶	۶	۳	۳۲	۶۴	
۷	خلیل الرحمن	۴	۶	۴	۸	۶	۴	۳۲	۶۴	

نشان طلبہ	نام طالب علم	ہجات	عمدہ اعمال	تختی الف	مشاہدات	تلاوت	انتخابی	جمع	مجموعہ	کیفیت
۸	عبدالکریم	۸	۴	۵	۶	۶	۲	۳۱	۶۲	
۹	افضل علی	۴	۸	۳	۶	۶	۴	۳۱	۶۲	
۱۰	محمد شمس الدین	۸	۶	۵	۳	۶	۲	۳۰	۶۰	
۱۱	میر وزیر علی	×	۶	۵	۹	۶	۴	۳۰	۶۰	
۱۲	حبیب عمر	۴	۴	۴	۷	۵	۵	۲۹	۵۸	
۱۳	حبیب الدین	۴	۴	۵	۹	۶	۱	۲۹	۵۸	
۱۴	فاروق علی	×	۶	۴	۹	۶	۴	۲۹	۵۸	
۱۵	عبداللہ خان	×	۸	۵	۹	۶	۱	۲۹	۵۸	
۱۶	محمد عبدالغفور	×	۶	۵	۸	۶	۴	۲۹	۵۸	
۱۷	ممتاز الدین	۴	۴	۳	۸	۶	۳	۲۸	۵۶	
۱۸	انصار حسین	×	۸	۵	۶	۶	۳	۲۸	۵۶	
۱۹	حبیب طیب	۴	۴	۴	۵	۶	۴	۲۸	۵۴	
۲۰	زین الدین	۴	۴	۵	۷	۶	×	۲۶	۵۲	
۲۱	سیتا ناراین	×	۴	۵	۷	۶	۴	۲۶	۵۲	
۲۲	محمد عبدالقادر	×	۴	۵	۹	۶	۲	۲۶	۵۲	
۲۳	عبدالسلام	۴	۸	۳	۳	۶	۲	۲۶	۵۲	
۲۴	حاجی احمد	۸	۲	۱	۶	۶	۲	۲۵	۵۰	
۲۵	پنڈی ناتھ	×	۶	۴	۶	۶	۳	۲۵	۵۰	
۲۶	سیف الدین احمد خان	۴	۲	۵	۴	۶	۳	۲۴	۴۸	
۲۷	سید عارف	۴	۲	۴	۷	۶	۱	۲۴	۴۸	
۲۸	غلام عبدالقادر	۴	۲	۵	۷	۶	×	۲۴	۴۸	
۲۹	غلام خواجہ	×	۴	۵	۸	۶	×	۲۳	۴۶	
۳۰	ولی اللہ حسینی	۴	۲	۳	۷	۶	×	۲۲	۴۴	

نشان مسلسل	نام طالب علم	دینیات	عربی ادب	منطق فلسفہ	تاریخ ادب	انگریزی	انتخاب	میزان	فیصدی	کیفیت
۳۱	عبدالشکور	×	۴	۴	۵	۶	۳	۲۲	۴۴	
۳۲	رودھش چند	۴	۲	۵	۵	۶	×	۲۲	۴۴	
۳۳	رسول خان	۴	۲	۵	×	۶	۱	۲۱	۴۲	
۳۴	محبوب علیخاں	×	۲	۵	۷	۶	۱	۲۱	۴۲	
۳۵	عبدالشکور	۴	۴	۳	۴	۵	×	۲۰	۴۰	
۳۶	غلام مرتضیٰ	×	۲	۵	۵	۶	۲	۲۰	۴۰	
۳۷	عبدالسلام	×	۴	۴	۵	۶	۱	۲۰	۴۰	
۳۸	عبداللہ بن صالح	۴	×	۳	۵	۶	۱	۱۸	۳۶	
۳۹	محمد عبدالرزاق	×	۲	۳	۶	۶	۱	۱۸	۳۶	
۴۰	صدیق احمد	×	×	۳	۹	۶	×	۱۸	۳۶	
۴۱	ناگرو سنگھ	×	×	۵	۶	۶	۱	۱۸	۳۶	
۴۲	حمایت علی	۴	۲	۴	۲	۶	×	۱۷	۳۴	
۴۳	احسن علی	×	۲	۴	۴	۶	۱	۱۷	۳۴	
۴۴	نظیر احمد	×	×	۳	۵	۶	۳	۱۷	۳۴	
۴۵	محمد شفیع اللہ	×	×	۵	۵	۶	×	۱۶	۳۲	
۴۶	خواجہ مظفر علی	×	۲	۴	۲	۶	۱	۱۴	۳۸	
۴۷	بسم اللہ خان	۴	×	۳	×	۵	۱	۱۳	۳۶	
۴۸	سرجیون راؤ	×	۴	۱	۱	۶	۱	۱۳	۲۶	
۴۹	محمد	×	۲	۱	۱	۶	۳	۱۳	۲۶	
۵۰	عبدالجبار	×	×	۱	۶	۶	×	۱۳	۲۶	

مدرسہ فوقانیہ نامپلی

۱۲ تا ۱۴ سال

نشان سلسلہ	نام طالب العلم	شناخت اشیا	قوت استدلال	معلومات	انشا و املا	تلفظ	املا	میزان	فیصدی	کیفیت
۱	محمد عبدالخالق	۸	۸	۱۲	۴	۵	۶	۴۳	۸۶	
۲	محمد مظفرالدین	۸	۸	۸	۵	۵	۶	۴۰	۸۰	
۳	عبداللہ خان حسینی	۸	۸	۸	۵	۵	۴	۴۰	۸۰	
۴	مرزا خلیل اللہ بیگ	۹	۸	۸	۴	۵	۶	۴۰	۸۰	
۵	عتیق احمد	۸	۸	۸	۴	۵	۶	۳۹	۷۸	
۶	محمد حسین	۹	۶	۱۲	۳	۴	۵	۳۹	۷۸	
۷	احمد اللہ خان	۹	۸	۸	۵	۳	۶	۳۹	۷۸	
۸	ابراہیم علیخان	۸	۸	۸	۵	۵	۵	۳۹	۷۸	
۹	سید علی قادری	۷	۶	۸	۴	۵	۲	۳۶	۷۲	
۱۰	کرشنا مورتی	۹	۸	۸	۲	۴	۵	۳۶	۷۲	
۱۱	میر جعفر حسین	۹	۴	۸	۵	۴	۶	۳۶	۷۲	
۱۲	میر حسن علی	۹	۶	۴	۴	۵	۶	۳۵	۷۰	
۱۳	عبدالہادی	۹	۸	۴	۴	۴	۶	۳۵	۷۰	
۱۴	محمد شبیر احمد	۸	۸	۴	۵	۴	۵	۳۴	۶۸	
۱۵	جگدیش پرکاش	۹	۸	۴	۴	۲	۶	۳۳	۶۶	
۱۶	اننت پال	۹	۶	۴	۴	۴	۶	۳۳	۶۶	
۱۷	شنکر راؤ	۹	۶	۴	۵	۳	۶	۳۳	۶۶	
۱۸	عبدالسلام	۸	۴	۸	۵	۵	۳	۳۳	۶۶	
۱۹	عطا بن محمد خان	۸	۶	۸	×	۵	۶	۳۳	۶۶	

نشان سلسلہ	نام طالب علم	مشق املا	عمود اعتدال	محاورات	انشائیہ	نحو اعلیٰ	تلفظ	جمع	جمع ضعف	کیفیت
۲۰	کرشنیا	۸	۶	۴	۴	۴	۶	۳۲	۶۴	
۲۱	بالاسنگہ	۹	۴	۴	۴	۵	۶	۳۲	۶۴	
۲۲	جان محمد	۸	۸	۴	۲	۴	۶	۳۲	۶۴	
۲۳	انوارالدین	۷	۶	۴	۴	۴	۶	۳۱	۶۲	
۲۴	سری دھر ریڈی	۹	۴	۴	۴	۴	۴	۳۱	۶۲	
۲۵	احمد جلال الدین	۸	۴	۴	۵	۴	۶	۳۱	۶۲	
۲۶	غلام خواجہ معین الدین بن نجم	۷	۶	۴	۳	۵	۶	۳۱	۶۲	
۲۷	محمد عبدالصمد	۷	۴	۴	۵	۴	۶	۳۰	۶۰	
۲۸	ظہیرالزماں	۹	۲	۴۰	۴	۵	۶	۳۰	۶۰	
۲۹	محمد نصیرالدین	۴	۸	۴	۳	۵	۶	۳۰	۶۰	
۳۰	غلام احمد	۸	۴	۴	۵	۵	۶	۳۰	۶۰	
۳۱	شوکت علی	۷	۶	۴	۳	۴	۶	۳۰	۶۰	
۳۲	ستیا	۹	۲	۴	۳	۵	۶	۲۹	۵۸	
۳۳	رگھوناتھ	۷	۶	۴	۲	۴	۶	۲۹	۵۸	
۳۴	محمد حبیب اللہ خان	۷	۶	۶	۱	۴	۴	۲۸	۵۶	
۳۵	محمد عبدالفتح	۹	۴	۴	۳	۲	۶	۲۸	۵۶	
۳۶	محمد عبدالعزیز	۸	۴	۴	۳	۲	۶	۲۷	۵۴	
۳۷	سیتارام راؤ	۹	۲	۴	۲	۲	۶	۲۵	۵۰	
۳۸	محمد عبدالباسط	۸	۲	×	۴	۴	۶	۲۴	۴۸	
۳۹	نارائن	۳	۶	۴	۳	۲	۶	۲۴	۴۸	
۴۰	میر علی حسن	۸	۴	۴	۲	۲	۳	۲۳	۴۶	
۴۱	محمد عبدالرحیم	۴	۴	×	۳	۵	۶	۲۲	۴۴	
۴۲	ستیا	۴	۴	۴	۴	×	۶	۲۲	۴۴	

نشانِ سلسلہ	نام طالب علم	مشاہداتی	عمود استدلال	مہملات	انتخابی	متخالف	تلازمی	جمع	نمبر فیصد	کیفیت
۴۳	محی الدین احمد	۸	۲	×	۴	۱	۶	۲۱	۴۲	
۴۴	محمد علی	۶	۴	×	۲	۳	۶	۲۱	۴۲	
۴۵	خیر الدین احمد	۹	×	۶	۱	۳	۲	۲۱	۴۲	
۴۶	نارائن ریڈی	۲	۴	۴	۲	۲	۶	۲۰	۴۰	
۴۷	محمد عبد الجلیل	×	۴	×	۵	۵	۵	۱۹	۳۸	
۴۸	خواجہ معین الدین چہارم	۱	×	۴	۳	۳	۶	۱۷	۳۴	
۴۹	محمد حسن الدین	۵	۲	×	۲	۲	۵	۱۶	۳۲	
۵۰	کرشنا ریڈی	۲	۴	×	۲	×	۳	۱۱	۲۲	

مدرسہ چادرگھاٹ

۱۳ تا ۱۴ سال

		مشاہداتی	تلازمی	عمود استدلال	متخالف	انتخابی	مہملات		
۱	محمد افضل	۶	۵	۴	۴	۲	×	۲۱	۴۲
۲	سید محی الدین	۹	۵	×	۴	۲	×	۲۰	۴۰
۳	احمد محی الدین	۵	۶	×	۴	۳	×	۱۸	۳۶
۴	رضا احمد	۵	۶	×	۲	×	۴	۱۷	۳۴
۵	عنایت	۶	۳	×	۲	×	۴	۱۵	۳۰
۶	بابو بلدیو سنگھ	×	۵	×	×	۱	۸	۱۴	۲۸
۷	سید رکن الدین	×	۴	۴	۴	۱	×	۱۳	۲۶
۸	محمد اسمٰعیل	۵	۵	×	۲	×	×	۱۲	۲۴
۹	محمد صفدر حسین	×	۵	۲	۲	۳	×	۱۲	۲۴
۱۰	دھنراج سنگھ	×	۴	×	۴	۲	×	۱۰	۲۰

نشان سلسلہ	نام طالب علم	نمبر ادائی	علامت نیک	علامت اعتدال	نمبر انصاف	انتخاب	پیمائش	جمع	جمع نصف	کیفیت
۱۱	رام سوامی	۵	۱	×	۴	×	×	۱۰	۲۰	
۱۲	غلام حسین	۵	×	×	۳	×	×	۸	۱۶	
۱۳	بشارت	×	۵	×	۳	×	×	۸	۱۶	
۱۴	نرسملو	۵	۳	×	×	×	×	۸	۱۶	
۱۵	میر شمشیر علی	۵	۱	×	۲	×	×	۸	۱۶	
۱۶	محمد حسین	×	۴	۲	۱	×	×	۷	۱۴	
۱۷	محمد ممتاز	۵	×	×	۱	×	×	۶	۱۲	
۱۸	حفیظ الدین	×	۴	×	۲	×	×	۶	۱۲	
۱۹	ابراہیم بیگ	×	۳	×	۳	×	×	۶	۱۲	
۲۰	معز الدین	۵	×	×	×	×	×	۵	۱۰	
۲۱	محمد مستان	×	۳	۲	×	×	×	۵	۱۰	
۲۲	محمد ہادی	×	۵	×	×	×	×	۵	۱۰	
۲۳	عبد العزیز	×	۳	×	×	×	×	۳	۶	
۲۴	فیض اللہ خان	×	۱	×	۱	×	×	۲	۴	
۲۵	محمد خواجہ	×	۱	×	×	×	×	۱	۲	
۲۶	سید محمد اسحق	×	۱	×	×	×	×	۱	۲	
۲۷	نارائن	×	×	×	۱	×	×	۱	۲	

صدر تختہ بلحاظ نمبرات محصلہ

	نام مدرسہ	۱۰۰	۹۸	۹۶	۹۴	۹۲	۹۰	۸۸	۸۶	۸۴	۸۲	۸۰	۷۸	۷۶	۷۴	۷۲	۷۰	۶۸	۶۶	۶۴	۶۲	۶۰	۵۸	۵۶	۵۴
۱	گوشہ محل مڈل اسکول	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۱	۱	۰	۰	۳	۲	۰	۰	۶	۵
۲	اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۲	۱	۲	۲	۱	۳	۱
۳	مدرسہ اردو شریف	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱	۱	۰	۰	۱
۴	مدرسہ تحتانیہ نارائن گوڑہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۵	مدرسہ فوقانیہ دارالعلوم بلدہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۳	۲	۰	۲	۲	۲	۵	۲	۱
۶	مدرسہ فوقانیہ نامپلی	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱		۰	۳	۴	۰	۰	۳	۲	۱	۵	۳	۴	۵	۲	۲	۱
۷	مدرسہ چادرگھاٹ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	میزان	×	×	×	×	×	×	×	۱	×	×	۳	۵	×	۱	۴	۶	۳	۵	۹	۱۰	۱۰	۸	۱۲	۹

واقع ۱۴۲

(۱۲ تا ۱۴) سال

۵۲	۵۰	۴۸	۴۶	۴۴	۴۲	۴۰	۳۸	۳۶	۳۴	۳۲	۳۰	۲۸	۲۶	۲۴	۲۲	۲۰	۱۸	۱۶	۱۴	۱۲	۱۰	۸	۶	۴	۲	۱	جمع
۵	۲	۰	۳	۳	۴	۳	۴	۱	۱	۰	۰	۳	۰	۰	۱	۰	۰	۰	۰	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰
۲	۰	۴	۴	۲	۱	۲	۲	۳	۵	۱	۰	۵	۱	۰	۰	۲	۲	۰	۰	۱	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۱۱
۰	۱	۰	۱	۵	۰	۳	۰	۲	۱	۳	۳	۲	۰	۱	۱	۱	۴	۰	۲	۰	۱	۱	۱	۲	۱	۲	[illegible]
۰	۰	۱	۰	۰	۰	۰	۲	۰	۲	۱	۱	۲	۱	۲	۱	۱	۰	۲	۰	۱	۳	۰	۲	۴	۲	۰	[illegible]
۴	۲	۳	۱	۳	۲	۳	۰	۴	۳	۱	۰	۱	۴	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰
۰	۱	۲	۱	۲	۳	۱	۱	۰	۱	۱	۰	۰	۰	۰	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵
۰	۰	۰	۰	۰	۱	۱	۰	۱	۱	۰	۱	۱	۱	۲	۰	۲	۰	۴	۱	۳	۳	۰	۱	۱	۳	۰	۷
۱۱	۶	۱۵	۹	۱۳	۱۱	۱۲	۱۰	۱۲	۱۶	۶	۲	۳	۱۲	۸	۵	۷	۵	۴	۶	۲	۷	۸	۲	۷	۵	۷	۷

ضمیمہ نمبر(۲)

ترتیبی آزمائش (۹ تا ۱۱) سال کے لئے۔

نام مدرسہ .... عمر .... قوم .... وقت (۱۰) منٹ
نام طالب علم .... تاریخ پیدائش .... محلہ ....
نام جماعت .... مذہب .... والد یا سرپرست کا پیشہ ...... نشان انگشت ( )

ہدایات:- ذیل میں تم کو چند حروف دئے گئے ہیں۔ ان سے معنی دار لفظ بناؤ مثلاً
ب ل ی سے بیل یا بلی اور ک ی ل سے کیل یا کلی۔
الفاظ بناؤ:-

گ ی ا		د ت ا و	
ک ت ا		گ ا ل و	
ب ر ک ی		ج ع م ر ا	
ق م ل		ٹ پ و ی	
م ن و		ش ب ر ا ت	

تکمیلی آزمائش (۹ تا ۱۱) سال کے لئے۔

نام مدرسہ .... عمر .... قوم .... وقت (۱۰) منٹ
نام طالب علم .... تاریخ پیدائش .... محلہ ....
جماعت .... مذہب .... والد یا سرپرست کا پیشہ ...... نشان انگشت ( )

ہدایات:- ذیل میں ا۔ اور ب حروف کو ایک ترتیب سے جمایا گیا ہے۔ تم بھی خالی جگہ میں اسی ترتیب سے حروف لکھو مثلاً
ا ب ا ب ا ب ا ب ا ب
اس میں ترتیب یہ ہے کہ پہلے ا سے اور بعد ب خالی جگہ کو پر کرتے ہم ا ب ا ب لکھیں گے
اسی طرح سے ذیل کے سوالوں کو حل کرو:-
(۱) ب ا ب ا ب ا ب ا ب ا

(۲) ا ا ب ا ا ب ا ا ب ا ا ب ۔ . . . .

(۳) ا ب ب ا ب ب ا ب ب ۔ . . . .

(۴) ب ا ا ب ا ا ب ا ا ب ا ا ب . . . . .

(۵) ا ا ا ب ا ا ا ب ا ا ا ب ا ا ا ب . . . .

(۶) ب ا ا ا ب ا ا ا ب ا ا ا ب ا ا ا . . . .

(۷) ب ب ا ا ب ب ا ا ب ب ا ا

(۸) ا ا ب ب ا ا ب ب ا ا ب ب

(۹) ب ب ب ا ب ب ب ا ب ب ب ا

(۱۰) ا ب ب ب ا ب ب ب ا ب ب

تنبیہی آزمایش (۹ تا ۱۱) سال کے لئے

نام مدرسہ . . . . عمر . . . . قوم . . . . وقت (۱۰) منٹ

نام طالب علم . . . . تاریخ پیدائش . . . . . . محلہ . . . .

جماعت . . . . . . مذہب . . . . والد یا سرپرست کا پیشہ . . . . . نتائج کا مسلہ ( )

ہدایات:۔ اس میں تم کو تین لفظ دئے گئے ہیں، پہلے لفظ اور دوسرے لفظ میں جو تعلق ہے ویسا ہی تعلق تیسرے لفظ کے ساتھ لگاؤ اور خالی جگہ پر وہ لفظ لکھو۔ مثلاً

رات ۔ دن ۔ سیاہ

اس میں رات کا تعلق جو دن سے ہے وہی تعلق سیاہ کا سفید سے ہے اس لئے یہاں خالی جگہ پر لفظ "سفید" لکھا جائے۔

مرد	عورت	بھائی	
ناک	بو	آنکھ	
آسمان	زمین	چھت	
پودہ	بیج	پرندہ	
ماموں	ممانی	والد	

زیادہ	کم	امیر	
بادشاہ	ملکہ	شہزادہ	
اچھا	برا	تازہ	
جہاز	پانی	غبارہ	
آدمی	کھانا	گائے	

تلازمی آزمائش (۹ تا ۱۱) سال کے لئے

نام مدرسہ .... عمر .... قوم .... وقت (۱۰) منٹ

نام طالب علم ...... تاریخ پیدائش ...... محلہ ....

نام جماعت ...... مذہب ...... والد یا سرپرست کا پیشہ ...... نشانات حاصلہ

ہدایات:۔ ہر اشارہ کے لئے ایک عدد مقرر کیا گیا ہے۔ تم بھی ان اشاروں کے نیچے وہ عدد لکھو جو اس اشارہ کا نمبر ہے۔

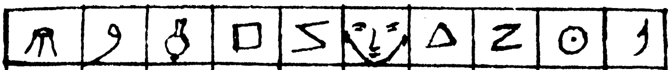

۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱

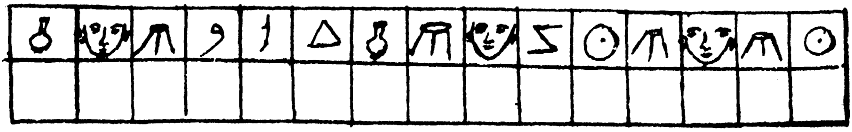

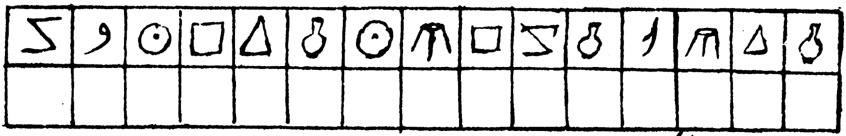

مشاہداتی آزمائش (۹ تا ۱۱) سال کے لئے

نام مدرسہ .... عمر .... قوم .... وقت (۱۰) منٹ

نام مدرسہ .... تاریخ پیدائش .... محلہ .... وقت ١٠ منٹ

نام جماعت .... مذہب .... والد یا سرپرست کا پیشہ .... نشانات محصلہ (   )

ہدایات :- ان تصویروں میں کیا خامی ہے لکھو :-

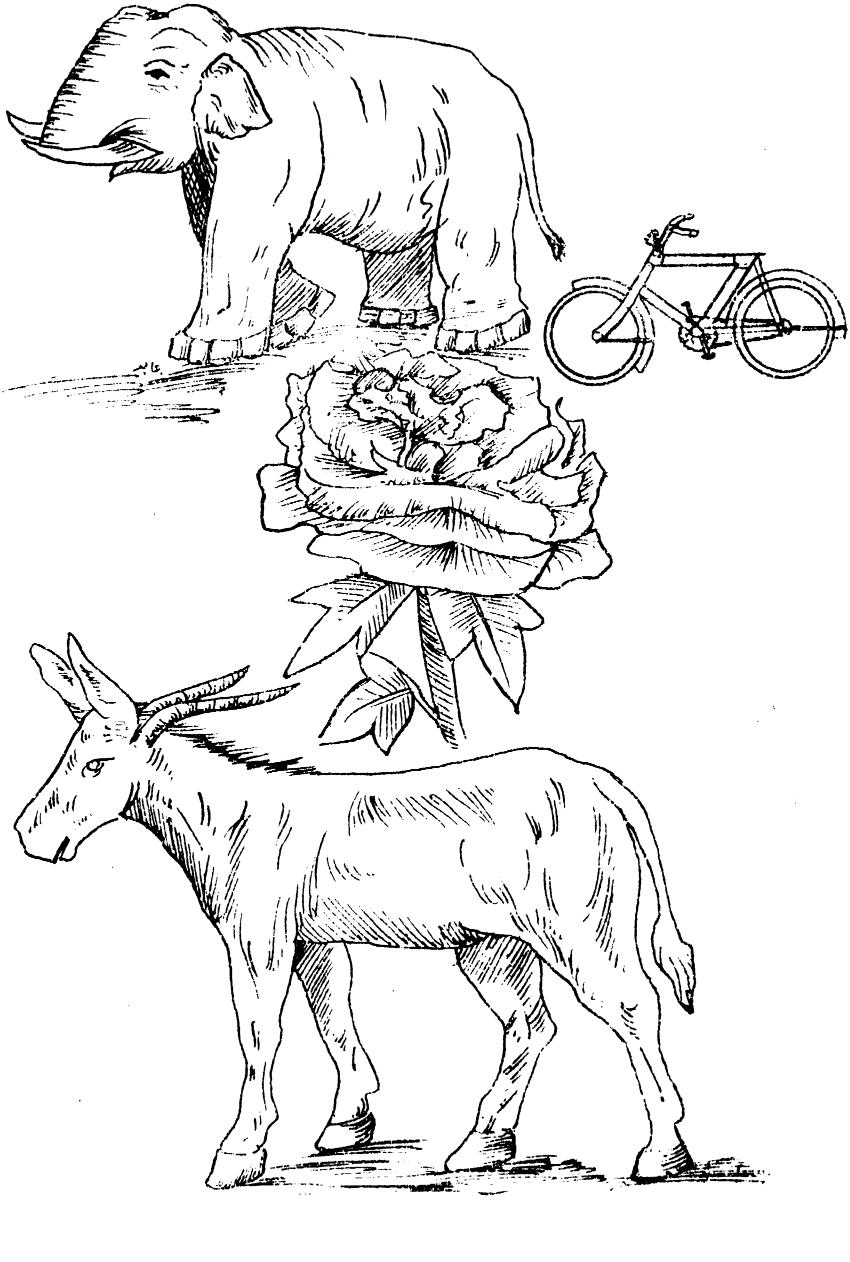

تلازمی آزمائش (۱۲ تا ۱۴) سال کے لئے۔

نام مدرسہ .... عمر .... قوم .... وقت (۱۰) منٹ

نام طالب علم ..... تاریخ پیدائش .... محلہ ....

نام جماعت   مذہب   والد یا سرپرست کا پیشہ   نشانات حاصلہ (   )

ہدایات:- ہر اشارہ کے لئے ایک عدد مقرر کیا گیا ہے۔ تم بھی ان اشاروں کے نیچے وہ عدد لکھو جو اس اشارہ کا نمبر ہے۔

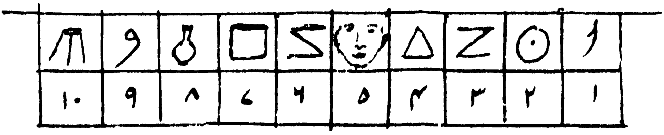

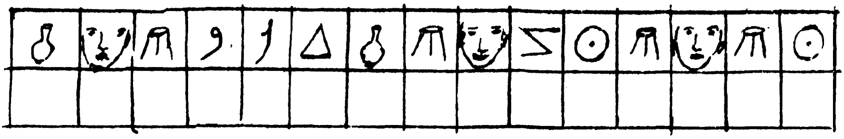

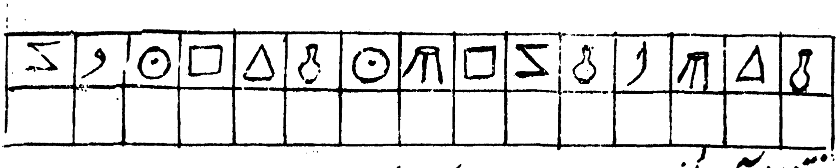

انتخابی آزمائش (۱۲ تا ۱۴) سال کے لئے۔

نام مدرسہ .... عمر .... قوم .... وقت (۱۰) منٹ

نام طالب علم .... تاریخ پیدائش .... محلہ ....

نام جماعت   مذہب   والد یا سرپرست   نشانات حاصلہ (   )

ہدایات:- ذیل کی جدول میں پانچ خانے ہیں۔ پہلے تین خانوں میں چند الفاظ لکھے گئے ہیں۔ پہلے خانے کے لفظ اور دوسرے خانے کے لفظ میں ایک خاص

تعلق ہے تیسرے خانے اور چوتھے خانے کے لفظ میں بھی اسی طرح کا تعلق ہونا چاہیے ان دونوں خانوں یعنی ۳ اور ۴ کے لفظوں میں سے ایک لفظ دیا گیا ہے۔ اور پانچویں خانے میں چند الفاظ دئے گئے ہیں اب تم پانچویں خانے کے لفظوں سے ایک ایسا لفظ انتخاب کرو جو چوتھے خانے میں موزوں بیٹھ سکے مثلاً

اونچا	پست	موٹا		آدمی' چوڑا' دبلا' لڑکا

یہاں اونچے کا پست سے جو تعلق ہے وہی موٹے کا دبلے سے ہے اس لئے خانہ ۴ میں لفظ دبلا لکھو۔

بادشاہ	تخت	فقیر		نائب صدر مجلس کمبل ملک
اون	مینڈھ	پیر		تکیہ خرگوش۔ پرندہ۔ بکرا
مریض	دواخانہ	مجرم		حکیم۔ حاکم۔ قیدخانہ۔ بندرگاہ
بیماری	حفظ صحت	زخم		حکیم۔ دواخانہ پٹی حفاظت
معمولی	غیر معمولی	بہت		تمام۔ ندارد۔ کم۔ عام
اندھیرا	دھوپ	سنسان		خاموشی۔ اندھیرا۔ آباد شور

متخالف آزمائش ۔ (۱۲-۱۴) سال کے لئے

نام مدرسہ.......... عمر.......... قوم.......... وقت ......۲۰ منٹ

نام طالب علم   تاریخ پیدائش   محلہ

نام جماعت   مذہب   والد یا سرپرست کا پیشہ   نشانات محصلہ (   )

ہدایات ذیل میں دو دو الفاظ کے جوڑے دئے گئے ہیں اور قوس ان کے بازو تین الفاظ دئے گئے ہیں۔ یعنی ضد۔ یکساں۔ نہ یہ نہ وہ۔ اگر یہ دئے ہوئے دو الفاظ یکساں ہوں تو لفظ یکساں کے نیچے خط کھینچو اور اگر یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں تو لفظ ضد کے نیچے خط کھینچو۔ اگر یہ الفاظ نہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اور نہ یکساں تو ایسی صورت میں "نہ یہ نہ وہ" کے نیچے خط کھینچو مثلاً

(۱)   خوش۔ خرم   { یکساں / ضد / نہ یہ نہ وہ }

ادھر کے دونوں الفاظ یکساں ہیں لہٰذا یکساں کے نیچے خط کھینچا گیا۔

(۲) اچھا۔ برا۔ { یکساں / ضد / نہ یہ نہ وہ }

یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں کیونکہ جو کام اچھا ہوگا وہ برا نہیں ہوسکتا اس لئے ضد کے نیچے خط کھینچا گیا۔

(۳) غریب۔ مردہ { یکساں / ضد / نہ یہ نہ وہ } یہہ دونوں الفاظ نہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اور نہ یکساں اس لئے "نہ یہ نہ وہ" کے نیچے خط کھینچا گیا۔

نیچے کے الفاظ کے جوڑوں کو غور سے دیکھو اور ادھر کی ہدایت کے موافق یکساں۔ ضد۔ نہ یہ نہ وہ میں سے کسی ایک کے نیچے خط کھینچو۔

(۱) سیاہ۔ سفید۔ { یکساں / ضد / نہ یہ نہ وہ }

(۲) اونچا۔ لمبا۔ { یکساں / ضد / نہ یہ نہ وہ }

(۳) جوان۔ بوڑھا { یکساں / ضد / نہ یہ نہ وہ }

(۴) کم زیادہ۔ { یکساں / ضد / نہ یہ نہ وہ }

(۵) بالکل۔ بوڑھا { یکساں / ضد / نہ یہ نہ وہ }

مہملات کی آزمائش۔ (۱۲ تا ۱۴) سال کے لئے

نام مدرسہ　　عمر　　قوم　　وقت　　۲۰ منٹ
نام طالب علم　　تاریخ پیدائش　　محلہ
نام جماعت　　مذہب　　والد یا سرپرست کا پیشہ　　نشانات حاصلہ (　)

ہدایات:۔ ذیل میں چند بیانات لکھے گئے ہیں۔ جن میں کچھ نہ کچھ مہمل بات ہے۔ اس کے نیچے اس کے مہمل ہونے کے چار وجوہات بتلائے گئے ہیں۔ اب تم معلوم کرو کہ کونسی وجہ صحیح ہے۔ اور جو وجہ صحیح ہو اس کے بازو نشان ✓ لگا دو
مثلاً ایک سپاہی نے اپنے والد کو خط لکھتے ہوئے تحریر کیا "میں اس خط کو ایک ہاتھ میں تلوار دوسرے میں تفنچہ لئے ہوئے لکھ رہا ہوں۔

یہ بیان مہمل ہے اس لئے کہ

(۱) ممکن ہے تفنچہ چل جائے۔

(۲) وہ تلوار سے نہیں لکھ سکتا۔

✓(۳) وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو مشغول رکھکر خط نہیں لکھ سکتا۔

(۴) ممکن ہے کہ اس کی ماں نہیں پڑھ سکتی۔

چونکہ تیسری وجہ صحیح ہے اس لئے اس کے بازو ✓ علامت لگائی گئی

(۱) ایک لڑکا سینما دیکھنا چاہتا تھا اس کے پاس پیسے نہیں۔ اس لئے اس نے سوچا کہ پچھلے پاؤں اندر جانا بہتر ہے کیونکہ دربان یہ سمجھکر کہ وہ باہر چلا جا رہا ہے ٹکٹ طلب نہ کریگا

یہ بیان مہمل ہے کیونکہ

(۱) تم بغیر ٹکٹ کے اندر نہیں جا سکتے

(۲) لڑکا دھوکا دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

(۳) دربان دیکھ لیگا کہ وہ اندر جا رہا ہے

(۴) سینما کا کھیل آنکھوں کے لئے مضر ہے

(۲) چاند سورج سے زیادہ مفید ہے کیونکہ چاند رات کو روشنی دیتا ہے جبکہ ہم کو اس کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے مگر سورج دن کو روشنی دیتا ہے جبکہ ہمکو اسکی ضرورت نہیں ہوتی

یہ بیان مہمل ہے کیونکہ ۔

(۱) جب چاند نکلتا ہے تو رات اندھیری نہیں ہوتی۔

(۲) چاند سورج کے برابر روشن نہیں ہے ۔

(۳) بعض راتوں کو چاند نہیں نکلتا

(۴) سورج سے دن نکلتا ہے۔

(۳) چند سال پیشتر خیال کیا گیا تھا کہ اتوار کا دن ہفتہ کے تمام دنوں کے بیچ میں آئے تاکہ ہفتہ دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جائے

یہ بیان مہمل ہے کیونکہ

(۱) اس صورت میں ہفتہ کے سات دن ہوں گے یعنی اتوار سے اتوار تک

(۲) ہم اتوار کو نہیں بدل سکتے ۔

(۳) اتوار کو چہارشنبہ کی بجائے رکھنا گناہ ہے

(۴) اتوار کا دن ہفتہ کے دن کے بعد آنا چاہیئے۔

(۴) ایک شخص ایک جانور چرانے کے جرم میں گرفتار کیا گیا۔ پانچ گواہوں نے قسم کھائی کہ انہوں نے اس کو چراتے دیکھا۔ مگر مجرم نے کہا وہ پچاس گواہ پیش کر سکتا ہے جو قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اس کو چراتے نہیں دیکھا۔

یہ بیان مہمل ہے کیوں کہ

(۱) کوئی آدمی چوری نہیں کرتا جب کہ دوسرے اس کو دیکھ رہے ہوں

(۲) وہ لوگ جنہوں نے اس کو نہیں دیکھا تھا وہاں حاضر نہیں تھے اس لئے ان کے کہنے کی پرواہ نہیں۔

(۳) گواہ ہمیشہ سچ بولتے ہیں ۔

(۴) پانچ گواہ کافی تھے ۔

مشاہداتی آزمائش (۱۲ تا ۱۴) سال کے لئے

نام مدرسہ .... عمر .... قوم .... وقت .... ۰ امنٹ

نام طالب علم   تاریخ پیدائش   محلہ

نام جماعت   مذہب   ولدیا سرپرست کا پیشہ   نشانات محصلہ ( )

ھدایات:- ذیل میں چند تصویریں دی گئی ہیں۔ ان کی خامی بتلاؤ۔ نمبر (۵)
ایک بھول بھلیاں ہے۔ اس میں ا سے جاکر ب سے نکلتا ہے۔ راستہ کو لکیر سے ظاہر کرو۔

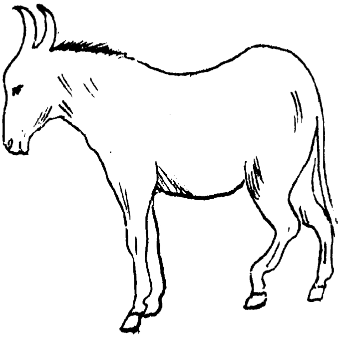

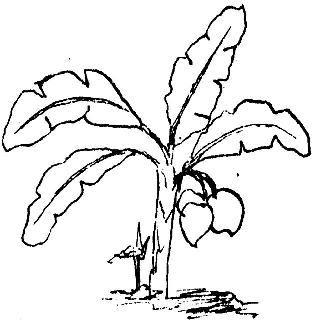

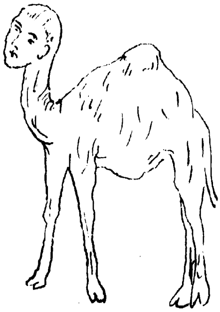

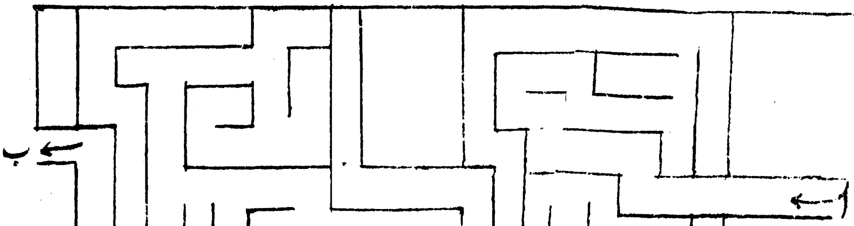

(۵)

(۳) (۱)

(۴) (۲)

انجمن اساتذہ بلدہ حیدرآباد

سب کمیٹی رپورٹ

متعلقہ

کنڈرگارٹن

ضمیمۂ حیدرآباد ٹیچر

بابتہ آذر لغایتہ بہمن سنہ ۱۳۴۳ ف

مترجمہ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب۔ بی۔اے۔بی۔ٹی لکچرار عثمانیہ ٹریننگ کالج بلدہ

اسمائے ارکان کمیٹی

۱۔ جناب مولوی سید علی اکبر صاحب ایم۔اے کنٹب (مجلس)

۲۔ مس ڈی ویبسٹر۔

۳۔ ” ایم ای ریڈ۔

۴۔ ” اے ٹائلر۔

۵۔ ” مٹن ہملٹن

۶۔ مس۔ ڈی نندی۔

۷۔ ” جے۔اے۔ شاریٹ۔

۸۔ مسٹر ضیاء الدین بیگ بی۔اے۔بی۔ٹی۔

۹۔ مسٹر محمد عبدالنور صدیقی۔بی۔اے۔بی۔ٹی (معتمد)

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

تمہید

حیدر آباد فرخندہ بنیاد میں چند بہت ہی عمدہ کنڈرگارٹن یا بالک گھر موجود ہیں لیکن علی العموم ان میں اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے بچے شریک ہوتے ہیں۔ اس رپورٹ میں ہم نے بے فیس مدارس تحتانیہ اور ایسے دیگر مدارس کی ضروریات کا لحاظ رکھا ہے جن میں غربا کے بچے تعلیم پاتے ہیں جن حالات کے تحت کنڈرگارٹن عمر کے بچے مختلف اقسام کے مدارس میں تعلیم پاتے ہیں ان حالات کو بطور خود معلوم کرنے کے لئے اراکین کمیٹی نے دو تحتانیہ تین وسطانیہ اور تین فوقانیہ مدارس کا معائنہ کیا

ہندوستان میں کنڈرگارٹن کا وجود اگرچہ اسی زمانہ سے ہے جب سے یہاں انگریزی تعلیم کا آغاز ہوا۔ تاہم یہاں کے لوگ اب حال ہی میں اس کے صحیح معنی اور غرض سمجھنے لگے ہیں۔ کنڈرگارٹن کے متعلق بہت غلط خیالات پھیلے ہوئے تھے۔ ایک بہت ہی عام غلطی یہ تھی کہ کنڈرگارٹن کو نصاب مدرسہ کے اور مضامین جیسا ایک مضمون سمجھا جاتا تھا۔ پہلے مدارس سرکار عالی میں ایک جماعت صغیر ہوا کرتی تھی جس میں چار سے لے کر سات برس تک کی عمر کے بچے داخل ہوا کرتے تھے۔ ہر ایک بچے کو خواہ اس کی عمر کچھ بھی ہوتی شریک ہوتے ہی پڑھنے اور لکھنے کی تعلیم دی جاتی۔ اور طریقۂ تعلیم بھی بلالحاظ بچوں کی عمروں کے یکساں ہوتا ہے کئی مدارس میں کنڈرگارٹن کا سامان جیسے کہ فروبل کے تحائف مہیا کئے گئے تھے۔ ان کو چار سے سات برس تک کی عمر کے بچے یکساں طور پر استعمال کرتے تھے۔ کنڈرگارٹن کا کام بس یہی سمجھا جاتا تھا کہ ہفتہ میں یہ جماعت دو تین گھنٹے ایسے سامان کے استعمال میں مصروف ہوا کرتی تھی اور کسی لحاظ سے اس جماعت اور تحتانیہ طبقہ کی اور جماعتوں میں کوئی فرق نہ ہوتا تھا۔ نظام الاوقات بھی دوسری جماعتوں کے مماثل ہوتا تھا۔ یہ بہت اچھا ہوا کہ نئے نصاب نے جو دو برس سے جاری ہے جماعت صغیر کو موقوف کر دیا۔ اب تحتانیہ طبقہ میں چار جماعتیں

ہوتی ہیں جو جماعت اول جماعت دوم جماعت سوم اور جماعت چہارم کے ناموں سے موسوم ہیں۔ ہر جماعت ایک برس کے نصاب تعلیم کی حامل ہے جماعت اول میں شرکت کے لئے کم از کم چھ برس کی عمر مقرر کی گئی ہے۔ اور یہ صراحت کی گئی ہے کہ جن مدارس میں کنڈرگارٹن کا انتظام پہلے سے موجود ہے یا جہاں اس کا انتظام ہو سکتا ہے وہاں چھ برس سے کم عمر کے بچے شریک کئے جا سکتے ہیں۔ اب تک بہت ہی تھوڑے مدرسوں میں ایسے اہتمام کی جانب قدم اٹھایا گیا ہے لیکن چھ برس سے کم عمر کے بچوں کے شریک کرنے میں وہی سابق کا عمل جاری ہے۔

موجودہ حالت مختصر یہ ہے کہ جن مدارس میں کنڈرگارٹن کا اہتمام نہیں ہے۔ وہاں بھی چھ برس سے کم عمر کے بچوں کو شریک مدرسہ کرکے جماعت اول میں داخل کر لیا جاتا ہے اور فوراً ہی دوسرے بچوں کے ساتھ پڑھنا اور لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جہاں کنڈرگارٹن کا اہتمام ہے وہاں سب نو شریک بچوں کو خواہ ان کی عمر چھ برس سے کم ہو یا زیادہ کنڈرگارٹن میں شریک کر لیا جاتا ہے۔

موجودہ کنڈرگارٹن شعبہ جات کے نقائص

چند قابل لحاظ مدارس کو چھوڑ کر عام طور پر مدارس کے موجودہ کنڈرگارٹن شعبہ جات میں عمر کے نقطۂ نظر کے علاوہ اور کئی اہم نقائص ہیں۔ مثلاً:۔

۱۔ مکان موزوں نہیں۔
۲۔ سامان ناکافی ہے یا اس کا ایک حصہ کوئی تعلیمی قیمت نہیں رکھتا۔
۳۔ نظام الاوقات غیر موزوں ہے۔
۴۔ ان کے مدرسین کنڈرگارٹن کام کی اہلیت نہیں رکھتے۔
۵۔ کنڈرگارٹن مدرسین اور اولیائے طلباء کے مابین کسی قسم کا اشتراک عمل نہیں ہے۔
۶۔ بچوں میں صفائی اور ستھرائی کی عادتیں ڈالنے کی باقاعدہ اور مناسب کوشش نہیں کی جاتی۔
۷۔ جسمانی تعلیم کی جانب خاطر خواہ توجہ نہیں کی جاتی، چھوٹے بچوں کے مناسب حال جسمانی تعلیم سے مدرسین خود ناواقف ہیں۔

اس رپورٹ کے متعلقہ حصوں میں ان نقائص پر مزید روشنی ڈالی جائے گی اور ان کی اصلاح کی تجویزیں پیش کی جائیں گی۔

شرکت کی عمر یہ سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ بچے کو کس عمر میں مدرسہ بھیجا جائے۔ کوئی ایک قطعی جواب اس سوال کا نہیں دیا جا سکتا۔ ہر صورت کے مخصوص حالات کے لحاظ سے غور کرنا ہوگا۔ علی العموم تعلیم یافتہ والدین کے بچے کے لئے عجلت کی ضرورت نہیں جسے گھر میں اور بچوں کی صحبت بھی حاصل ہو۔ اور جس کا معاشرتی اور اخلاقی اور صحتی ماحول درست ہو بچے کی صحت پہلی قابل لحاظ بات ہے۔ ایک کمزور صحت والے بچے کی صحت کی جانب مدرسہ میں وہ خاص توجہ نہیں دی جا سکتی جو گھر پر والدین اُسے دے سکتے ہیں۔ غریب اور غیر تعلیم یافتہ والدین کا تندرست بچہ جس قدر جلد شریک مدرسہ ہو اتنا ہی اچھا ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ والدین کی ایک کثرت اس امر کی خواہاں ہوتی ہے کہ جوں ہی ان کے بچے چار یا پانچ برس کے ہو جائیں انھیں مدرسہ بھیج دیا جائے۔ یہ بات صرف شہری باشندوں تک محدود نہیں گاؤں اور دیہات کے والدین بھی اسی طرح خواہشمند ہوتے ہیں والدین کے اس رجحان کے تین اسباب ہیں۔

۱۔ گھر میں یا کھیت پر اس عمر کے بچے کوئی مفید کام نہیں کر سکتے۔

۲۔ مدرسہ میں رہنے سے وہ اتنی دیر تک شرارت سے محفوظ رہتے ہیں۔ الامکان

۳۔ اس ملک کے معاشی حالات کی وجہ سے والدین کو یہ فکر رہتی ہے کہ ان کے بچے حتی بہت جلد اپنی تعلیم کی تکمیل کرلیں اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر بچہ جلد شریک مدرسہ ہوگا تو وہ اپنی تعلیم بھی جلد ختم کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حیدرآباد اور اضلاع میں چھ برس سے کم عمر کے بچے کثرت سے شریک مدرسہ ہوتے ہیں۔

شعبہ ہائے کنڈر گارٹن کی ضرورت یہ بچے (جن کا ابھی ذکر آیا ہے) جماعت اول کے نصابی کام کے لئے بہت ہی کم سن ہوتے ہیں۔ وہ دیر تک چپ چاپ نہیں بیٹھ سکتے۔ اور پڑھنے میں ان کی نظر پر اتنا زیادہ بار پڑتا ہے کہ ان کی آنکھیں متحمل نہیں ہو سکتیں ان کے آنکھوں کے باریک عضلات کی ابھی پوری نشو نما نہیں ہوئی ہوتی اور یہی پڑھنے اور گہری توجہ کے کاموں میں متعمل ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ پڑھنے اور لکھنے کی ابھی ان بچوں کو ضرورت نہیں ان کے حواس کی تربیت اور کھیل کے فطری رجحانات کی مناسب رہنمائی بہت زیادہ ضروری ہیں۔ اور یہی امور کنڈر گارٹن انھیں پیش کرتا ہے۔ کنڈر گارٹن کا یہی مقصد ہے کہ کھیل کے جبلی رجحانات کے ذریعہ اظہار ذات Self expression کو نشو ونما دے، ان کی خود فعلیت

Self activity کو تقویت پہنچائے۔ اور ان میں جرأت اقدام (Initiative) معاشرتی اتحاد عمل (Social Co-operation) اور انفرادی ذمہ داری (Individual responsibility) کو ترقی دے۔ اس طور پر کنڈرگارٹن نہ صرف مدرسہ کے باضابطہ کام کے لئے تیار کرتا ہے بلکہ سیرت سازی (Characterbuilding) کی بھی مضبوط بنیاد رکھتا ہے۔ بچے کی زندگی کے ابتدائی سالوں کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہم بہت زور سے اس امر کی سفارش کرتے ہیں کہ جن مدارس میں کنڈرگارٹن عمر کے بچوں کی اتنی کافی تعداد ہو کہ ان پر مصارف جائز متصور ہوں وہاں کنڈرگارٹن کا ضرور اہتمام کیا جائے۔

کنڈرگارٹن ایک علحدہ ادارے کی حیثیت سے

یورپ میں کنڈرگارٹن کسی ابتدائی یا ثانوی مدرسہ سے ملحق نہیں ہوتا۔ بلکہ سرکاری مدارس کے نظام سے باہر ایک علحدہ ادارہ ہوتا ہے۔ اس کا انتظام غیر سرکاری نگرانی میں ہوتا ہے۔ اور اسے مقامی تعلیمی بورڈ سے رقمی امداد ملتی ہے۔ کنڈرگارٹن میں بچوں کی شرکت اختیاری ہے، جبری نہیں۔

اس میں شک نہیں کہ کنڈرگارٹن کا مقصد بہترین طور پر اسی صورت میں تکمیل پاتا ہے جب وہ ایک علحدہ ادارہ کی حیثیت سے قائم ہو اور اس کی اپنی عمارت ہو لیکن ہندوستان جیسے مفلوک الحال ملک میں یہ کوئی قابل عمل سطح نظر نہیں ہوسکتا۔ نیز ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مطالبات کے مدنظر ہندوستان کے کسی حصہ میں ارباب تعلیمات کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کنڈرگارٹن کو علحدہ ادارہ کی صورت میں قائم کریں۔ ہاں یہ بہت ہی پسندیدہ بات ہوگی۔ کہ غیر سرکاری انجمنیں انسان دوست (Philanthro phists) محبان وطن کی امداد سے یورپ اور امریکہ کی طرز پر کنڈرگارٹن مدارس قائم کریں۔ اس موقع پر بیجا نہ ہوگا اگر ہم آل انڈیا ویمنس ایجوکیشنل کانفرنس کے شعبہ حیدرآباد دکن کی خدمت میں یہ استدعا پیش کریں کہ وہ اپنے نہایت مفید مساعی اور وظائف میں ایسے کنڈرگارٹن مدارس کا قیام بھی شامل کرلیں۔

کنڈرگارٹن نصاب کی مدت

اس رپورٹ کا خاص موضوع وہ کنڈرگارٹن شعبہ جات میں جو ابتدائی (Primary) اور ثانوی (Secondary) مدارس سے ملحق ہیں۔ مکان مدرسہ کا ایک علحدہ حصہ کنڈرگارٹن کے لئے مخصوص کرکے اس کی ممتاز نوعیت کو نمایاں کرنا چاہئے۔ اور اگر ممکن ہو تو اس حصہ مکان کے دروازے مدرسہ کے باغ کی جانب ہوں۔ چار برس کے بچوں کے لئے مدت نصاب دو سال کی اور پانچ برس کے بچوں کے لئے

ایک سال کی ہوگی۔ آخری چھے مہینوں کو عبوری زمانہ (Transition period) سمجھنا چاہیئے۔ اور اس مدت میں شاگردوں کو کنڈر گارٹن کام سے رفتہ رفتہ جماعت اول کے باضابطہ کام کے لیئے تیار کرنا چاہیئے۔ اس عبوری جماعت (Transition class) کا نظام الاوقات کنڈر گارٹن کے نظام الاوقات کے مماثل ہو البتہ اس میں کچھ باضابطہ تدریس شامل کردی جائے۔

کنڈرگارٹن کا نصاب تعلیم سررشتہ تعلیم کے نصاب میں کنڈر گارٹن کے لیئے مضامین تعلیم مقرر نہیں۔ کنڈر گارٹن کا نصاب علی العموم مضامین ذیل پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۔ گنتی۔ ہندسہ خوانی و ہندسہ نویسی اعداد (Numbers) کنڈر گارٹن سے اوپر کے درجوں میں اعدادی کام حساب اور ریاضی کے مضامین کی شکل اختیار کرتا ہے

۲۔ مادری زبان (Mother-tongue) یہ مضمون آیندہ چل کر زبان کے صحیح استعمال کی شکل اختیار کرتا ہے۔

۳۔ آلاتی کام ایسے کھیل جن سے حواس خمسہ کی نشو نما اور تربیت ہو سکے۔ مانٹی سوری ور دیگر آلات تعلیمی کا استعمال جن کے ذریعہ سے قوت لامسہ و باصرہ و سامعہ و حرکت کی نشو نما ہو سکے نیز اوزاروں برتنوں کا صحت و احتیاط کے ساتھ استعمال۔

۴۔ باغبانی:۔ زمین کھودنا درختوں کو پانی دینا پودوں کا لگانا اور پودوں کی نشو نما کا مشاہدہ آگے چل کر اسی سے بچوں میں زراعت نیچر (حیوانی و نباتی زندگی) سے محبت اور علمی شغف کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ ڈرائنگ:۔ بچوں کو اس امر کی اجازت دیجائے کہ وہ چاک یا پنسل کے ذریعہ سے اپنے خیالات کو آزادی کے ساتھ ظاہر کرسکیں۔ اسی سے قلم اور پنسل کو نفاست کے ساتھ استعمال کرنے کی مہارت، خوشخطی کی صلاحیت۔ اور ہر چیز کو غور کے ساتھ مشاہدہ کرنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے نیز فنون لطیفہ میں مہارت۔

۶۔ دستی کام:۔ کنڈر گارٹن میں دستی کام مٹی کے نمونہ جات، کاغذ کے کاٹنے اور موڑنے اور معمولی وابتدائی قسم کی نجاری پر مشتمل ہوگا۔ جو آیندہ چل کر کڈی دہات اور مٹی کے برتن بنانے کے کام اور دیگر دستی صنعتوں کے کام میں ترقی کرتا جائے گا۔ اور نیز اوزاروں اور مصالحے کو ہنرمندی کے ساتھ استعمال کرنے کا مادہ پیدا ہوگا۔

۷۔ مطالعہ قدرت، نباتی وحیوانی زندگی کا مشاہدہ جو آگے چل کر حیاتیات، زراعت، نباتیات، اور اسی قبیل کے اور علوم میں ترقی پا سکتا ہے۔

۸۔ قصہ گوئی :۔ یہ مضمون انشا اور تقریر وتحریر میں بے تکلف اظہار خیال اور قوائے متخیلہ کی نشو نما کا باعث ہو سکتا ہے۔

۹۔ توازنی حرکات :۔ (Rhythm) حرکاتی گانے (Action songs) اور موسیقی ان سے بچوں کو حرکات کے ذریعہ سے اظہار جذبات کا موقع مل سکتا ہے نیز ان میں زیبا حرکات اور اعلیٰ قسم کی پسندیدہ وشائستہ اطوار کے اظہار کی صلاحیت ایک گانے بجانے والے یا ایک نقاد کی حیثیت سے موسیقی میں مہارت پیدا ہو سکتی ہے۔

۱۰۔ جسمانی تعلیم۔ اس سے بچوں کو اپنے جسمانی حرکات پر قابو حاصل ہوتا ہے اور آگے چل کر اس سے عام جسمانی مضبوطی، اور جسم کا سیدھا پن اور خوبصورتی، ورزشی کھیلوں میں مہارت، اور عام طور پر کل افعال میں ایک مستعدی وتوانائی پیدا ہوتی ہے

۱۱۔ مذہبی اور اخلاقی تربیت۔ سچائی اور راست بازی کی جانب رہنمائی کرتی ہے اور آگے چل کر ان میں ایک تنظیم یافتہ صورت میں مذہبی تعلیم کے حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے اور ان کی اخلاقی زندگی اور ذہنی شائستگی کے معیار کو ترقی دینے میں موئد ہوتی ہے۔

۱۲۔ حفظ صحت۔ یہ مضمون ذاتی ستھرائی سے شروع ہو کر شخصی اور پھر بلدی اور آخر کا قومی صحت کا ضامن ہو سکتا ہے۔ اغذیہ اور پانی کے استعمال میں احتیاط، انسدادی امراض مدرسہ، گھر اور کوچہ کی صفائی، مکانوں اور آبادیوں کے نقشے اور ان کی تعمیر، آب رسانی بدرو (Drainage) اور دوسرے بلدی مسائل۔

آزادانہ استعمال کے لئے بہت وقت دینا چاہئے۔ درشت یا تکے کھیل نہیں ہونا چاہیے کھیل مختص تعلیمی قیمت کے ہوں جس میں شرکت بچے کی اپنی مرضی پر منحصر ہو۔ جبری کھیل نہ تو آزادی ہیں اور نہ کھیل، ہاں کنڈرگارٹن کی تمام فعلیتوں (Activitics) میں بچے کو شریک ہونے کی ترغیب اور شوق دلایا جائے۔

اس ملک میں کھیل کی قدر ومنزلت کو لوگ بہت کم سمجھتے ہیں اگر بچوں کو آزاد بھی چھوڑ دیا جائے تو بھی ان میں سے بہت بچے نہیں کھیلتے گویا وہ اپنے وقت سے پہلے بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے والدین کی مانند کھیل کو ایک لائق اجتناب چیز تقریباً ایک گناہ سمجھتے ہیں

کھیل تضیع اوقات نہیں بلکہ یہ تو جسم اور دماغ کی صحت مند نشو نما کے لئے ایک عضویاتی اور نفسیاتی ضرورت ہے۔

نظام الاوقات میں آزادانہ کھیل نیز منظم کھیل کے لئے وقت دیا جائے اور یہ وقت چست و چالاک حرکات اور کھیلوں میں صرف کیا جائے نہ کہ چپ چاپ بیٹھے رہنے اور کچھ نہ کرنے میں۔ یورپ اور امریکہ کے بچوں اور ایک ہندوستانی مدرسہ کے بچوں میں ایک بڑا بھاری فرق کھیل کی جانب اُن کے انداز (Attitude) کا فرق ہے۔ انگریزوں کے بچے ذرا سا موقعہ ملنے پر کھیلتے ہیں اور وہ حقیقت میں کھیلتے ہیں یہ نہیں کہ صرف سبق کی جانب سے بے توجہی کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے مدرس کو سبق کے وقت ہر لحظہ اپنی جماعت پر پوری طرح نگرانی کرنی پڑتی ہے اگر وہ فی الواقع یہ چاہتا ہے کہ اس کے شاگردوں کے ہاتھ اور دماغ کام میں مصروف رہیں نہ کہ کھیل میں۔ وہ بچے کوئی بھی چیز انھیں مل جائے اس سے ورنہ ایک دوسرے سے کھیلتے ہیں۔ اور اگر انہیں کوئی ناگوار بیجا کام دیا جائے تو وہ بہت جلد اکتا جاتے ہیں، اور بے چین ہونے لگتے ہیں۔ اس کے برعکس ہندوستانی بچے چلنے پھرنے اور حرکت کرنے کی بجائے چپ چاپ بیٹھے رہنے کے زیادہ متمنی نظر آتے ہیں۔ بہ نسبت کچھ کرنے کے وہ سننے یا بظاہر سنتے نظر آنے کے لئے زیادہ تیار ہوتے ہیں۔ فی الحقیقت اس حالت جمود کی کثرت نہ تو فطرت کے موافق اور نہ مفید ہے۔ اس صورت حال کی ذمہ دار والدین کے غلط خیالات ہیں کہ وہ اپنے ننھے ننھے بچوں سے چپ چاپ بیٹھے رہنے کے طالب ہوتے ہیں خصوصاً وہ والدین جو بالکل نادار درجے سے ذرا اوپر کے ہوتے ہیں۔ مدرسین کو چاہئے کہ کنڈرگارٹن سے لیکر تحتانیہ کی کم از کم درمیانی جماعت تک اپنی جماعتوں میں ہل چل اور فعلیت کی ہمت افزائی کیا کریں بڑی عمر کے لڑکوں کو بار بار جنبش کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی جتنی کہ بہت چھوٹے بچوں کو۔

کنڈرگارٹن اور عبوری جماعت (Transition Class.) کے ملحقہ نظام الاوقاتوں میں مدرسے کے گھنٹوں کے بہترین استعمال کے لئے اشارات ملیں گے۔

<u>نظام الاوقات</u> | کنڈرگارٹن کا نظام الاوقات بچوں کی صحت اور ان کی نفسیات کا لحاظ رکھ کے نہایت احتیاط کے ساتھ بنانا چاہئے۔ کوئی گھنٹہ بیس منٹ سے زیادہ کا نہ ہونا چاہئے اور دوپہر کے کھانے کے لئے پورے گھنٹے کے وقفہ کے علاوہ کم از کم پندرہ منٹ کا ایک چھوٹا

وقفہ صبح کے وقت کے درمیان بھی ہونا چاہیئے۔ جن اسباق میں زیادہ مرکوز توجہ (یعنی توجہ جمانے) کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کہ اعداد اور پڑھنا اول وقت ہونے چاہیئں اور وہ بھی اس طرح نہیں کہ ایک پر ایک بلکہ ایسے اسباق کے درمیان کوئی نہ کوئی آرام بخش سبق جیسے قصہ گوئی یا آلاتی کام ہونا چاہیئے۔ دوپہر کے گھنٹے دستی کام اور کھیلوں کو دئے جا سکتے ہیں۔
کنڈرگارٹن اور عبوری جماعت کے منسلکہ نظام الاوقاتوں میں مدرسہ کے گھنٹوں کے بہترین مصرف کے متعلق مفید اشارات ملیں گے۔

کنڈرگارٹن کے لئے تعلیمی آلات و وسائل

حیدرآباد کے چند مدارس میں کنڈرگارٹن جماعتوں کے لئے اچھا خاصہ ذخیرۂ آلات فراہم ہے البتہ اس میں اضافہ کی کافی گنجایش ہے اور یہ امر باعث مسرت ہے کہ اساتذہ نے سیدھے سادے آلات کی ضرورت جس سے اسباق میں مدد ملتی ہے سمجھ کر چند بہت اچھے آلات خود ایجاد کئے ہیں۔ بعض صورتوں میں یہ دیکھا گیا کہ ایسے آلات بنا کر نمایش کے لئے رکھدئے گئے اور ان کو زیادہ استعمال میں لایا نہیں گیا نہایت سادہ آلات اور وسائل ہی زیادہ تعلیمی قیمت کے ہوتے ہیں شلاً وہ جنھیں طلبا خود فراہم کریں یا بنائیں انکے مقابلے میں گرانبہا اور بھاری اور پیچیدہ آلات جو تعلیماتی فہرستوں میں نظر آتے ہیں تعلیمی نقطہ نظر سے اتنے بیش قیمت نہیں ہوتے۔ اپنے بنائے ہوئے آلات و وسائل کے استعمال سے بچوں کو بہت زیادہ مسرت ہوتی ہے۔

تاگے کے ریلوں کی پھرکیوں، دیا سلائی کی ڈبیوں اور تیلے بانسوں یا لکڑیوں سے بنے ہوئے کھلونے اور غیر زہریلے رنگوں سے رنگے ہوئے۔ چاول، بٹن گھونگے، چیئں۔ اور اقسام کے بیج یہ سب اشیا کنڈرگارٹن عمر کے بچوں کے لئے بہت مسرت بخش تعلیمی وسائل ہیں۔ ریت جس میں سے چھان کر بڑے بڑے کنکر نکال دئے گئے ہوں تالابوں سے لی ہوی یا گندھی ہوی مٹی چھوٹے چھوٹے پتھر بالخصوص جو رنگین ہوں آسانی سے دستیاب ہونے والی چیزیں ہیں۔ جن سے طرح طرح کے آلات بنائے جا سکتے ہیں۔

ایک ہوشیار مدرس کو اگر مانٹیسوری کے آلات دیکھنے اور ان کے مختلف حصوں کی ترتیبی قیمت کو بغور ملاحظہ کرنے کا اتفاق ہوا ہو تو وہ ان بیش قیمت تربیت حواس کے آلات کے بدل کے طور پر ایسی سادہ اور سستی اشیا اور رسالے سے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اور آلات ترتیب دے سکے گا۔ بہت سے ہندوستانی مدرسین نے کئی ایک آلات تعلیمی ایجاد کئے ہیں جو اگر عام

جماعتی استعمال کے لئے زیادہ گراں ہیں تو وہ کم از کم اس قابل ضرور ہیں کہ انہیں بطور نمونے کے مدرسہ میں رکھا جائے تاکہ بڑے بڑے لڑکے دستی کام کی مشق میں ان کے مختلف حصے تیار کریں۔ ان حصوں کو ترتیب دے کر کنڈر گارٹن سامان میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

تصاویر | مجموعی حیثیت سے مدارس میں تصاویر کی فراہمی اطمینان بخش نہیں ہے بہت سی تصاویر تو پرانی اور بوسیدہ ہیں اور بعض میں جزئیات اور تفصیل کی وہ کثرت ہے کہ کنڈر گارٹن میں ان تصاویر سے کوئی فائدہ نہیں۔ کنڈر گارٹن میں تو سادگی کی صفائی چاہئے نہ کہ شرح و تفصیل کی بھول بھلیاں کچھ تصاویر ایسی پائی گئیں جن کے موضوع ایک اوسط درجہ کے چھوٹے بچے کیلئے موزوں نہیں آج کل رنگین ضمیمے اور تجارتی فہرستیں اور ہر قسم کے اشتہارات میں رنگین صفحات اس کثرت سے ملتے ہیں کہ توضیح کے لئے ہر قسم کی تصاویر جمع کرنے میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہئے تصویروں کے جمع کرنے میں بچے بہت خوشی سے مدد دیں گے پھر مدرس مختلف تصویروں سے ضرورت کی چیزیں کاٹ کر (کسی منظر یا کہانی کی تصویر کے لئے) ایک بڑے بادامی یا رنگین کاغذ پر ان کو گوند سے چپاں کر سکتا ہے۔ مدرسہ میں یقیناً کم از کم ایک مدرس تو ایسا ہوگا۔ جو اچھا آرٹسٹ ہوگا۔ اور جو رنگ کے برش کے ذرا سے اشارے سے ایک سادہ پس منظر بنا دیگا۔ ایسی بنی ہوئی تصاویر اس قدر سہل الحصول اور ارزاں ہوتی ہیں کہ جب وہ میلی ہونے لگیں انھیں نکال کر ان کی بجائے دوسری بنائی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ جمع شدہ مصور کاغذات کے اندوختے میں سے ہر وقت اسباق کی توضیح کے لئے نئی نئی تصویریں بآسانی بنائی جا سکتی ہیں۔ ان علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں سے بنی ہوئی تصویروں کو دیوار پر اس قدر نیچا لٹکایا جائے یا باریک کیلوں سے لگایا جاوے کہ بچے ان کو آسانی سے دیکھ سکیں چھو سکیں اور بہ نظر امعان ان کا مطالعہ کر سکیں اور چونکہ ایسی تصاویر کو بآسانی بدلا جا سکتا ہے اس لئے ان کی حفاظت اور دیکھ بھال کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی جتنی کہ قیمتی نقشوں اور فریم کردہ تصاویر کی۔ مزید بریں ان کا ہر وقت بچوں کی دسترس میں ہونا ان کی سیرت سازی میں بہت ممد ہوتا ہے اور وہ یہ سیکھتے ہیں کہ جس چیز کو وہ چھوئیں وہ حتی الامکان خراب نہ ہونے پائے۔

تصاویر کی قیمت کا اندازہ کرنے میں خالص طفلی نقطۂ نظر ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جن مدارس کا ہمنے معائنہ کیا ان میں سے کئی ایک میں تصویریں اس قدر اونچی لٹکی ہوئی تھیں کہ وہ چھوٹے بچوں کے ما سکۂ نظر سے باہر تھیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بچہ صرف چند انچ کا ہوتا ہے۔

اور ان چیزوں پر اپنی نظر نہیں جما سکتا جو اس سے بلند ہوتی ہیں۔ بالغ آدمی کے قد کے مناسب جو اونچائی ہوتی ہے وہ چھوٹے بچے کی نظر سے بالاتر ہوتی ہے۔ تصویر کا موضوع ایک ذوقی چیز ہے بچے کے لئے معلومہ اشیا کی سیدھی سادی شوخ رنگ تصویریں جن میں غیر ضروری تفصیلات نہ ہوں۔ بہت ہی دلچسپ ہوا کرتی ہیں۔ اور ان سے بچے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں بے شک بڑے لڑکوں کے لئے مشہور مصوروں کے شاہکاروں کی نقلیں یا عکس بیش بہا تربیت کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن چھوٹے بچوں کے لئے ایسی تربیت بالکل عبث اور بے معنی ہوتی ہے۔ ان کے لئے تو ستھرے رنگ اور ارد گرد کی ضروری چیزوں کی خوشنما سادہ تصویریں جو کوئی کہانی پیش کرتی ہیں۔ یا جس سے کسی مسرت بخش اور معلوم چیز یا واقعہ کی توضیح ہوتی ہے کہیں زیادہ دلچسپ ہوتی ہیں۔ بہت سے اضافی نقشے اور تصویریں جو تختہ سیاہ پر بنائے جاتے ہیں۔ ایسے اچھے اور اتنی محنت سے بنے ہوتے ہیں کہ ان کا جلد مٹ جانا ظلم سے کم نہیں۔ ان کو سیاہ رنگ کے موٹے کاغذ پر بنایا جا سکتا ہے اور اس طرح آئندہ پھر کام میں لایا جا سکتا ہے یا کنڈرگارٹن کمرے کو آراستہ کرنے کے لئے دیوار پر چسپاں کیا جا سکتا ہے۔ تختہ سیاہ اور ضروری کاموں کے لئے خالی رہے گا۔ مثلاً دوران سبق میں جوں جوں نئی باتیں پیش آتی ہیں ساتھ ساتھ تختہ سیاہ پر ان کی توضیح کی جا سکتی ہے اور اس طرح جس تصویر پر بہت وقت لگا ہے اسے چند منٹوں کے بعد مٹا دینے کی ضرورت نہیں ہوتی اور صاحب جوہر استاد کو بہت کم خرچ پر اپنے کمرے کو آراستہ کرنیکا موقع ملتا ہے۔

آپریٹس آلات تعلیمی ابھی تک اس کا کوئی ذکر نہیں ہوا کہ بچہ آپریٹس یعنی آلات تعلیمی کو کیونکر استعمال کرے گا۔ یہ ایک بڑی اہم بات ہے آپریٹس کے استعمال سے دو نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو بالکل عیاں ہے کہ اس ذریعہ سے اعداد وزن صورت رنگ جسامت شکل سطح (ہموار ناہموار چکنی کھردری۔ نرم۔ سخت) کے متعلق بچے میں ٹھیک ٹھیک محسوس تصورات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن ایک اور نتیجہ اس سے کم اہم نہیں کہ اس سے چھوٹے بچوں میں چیزوں کو احتیاط کے ساتھ اٹھانے رکھنے کی عمدہ مشق ہوتی ہے۔ ٹوٹے پھوٹے اور میلے کچیلے آپریٹس کے استعمال سے وہ مسرت حاصل نہیں ہوتی جو صاف ستھرے اور ثابت آپریٹس سے حاصل ہوتی ہے جو بچہ آج اپنی چیزیں توڑ پھوڑ ڈالے اسے وہی ٹوٹی پھوٹی چیزیں ہی آئندہ استعمال کو دی جائیں یہاں تک کہ وہ اپنی استعمال کی چیزوں کو احتیاط کے ساتھ برتنا اور جو چیزیں اس کی نہیں ہیں ان کا لحاظ کرنا سیکھ لے۔

آپریٹس کو بار بار کثرت سے استعمال کرنا چاہئے لیکن سب کو ایک ساتھ نہیں اور نہ ایک بچے کو ایک ہی وقت بہت سی چیزیں دی جائیں پہلے ایک قسم کی چیز سے وہ سب باتیں سیکھ لے جو وہ سیکھ سکتا ہی پیشتر اس کے کہ دوسری چیز کے امکانات دریافت کرنے کے درپے ہو۔ ایک اوسط درجہ کے بچے کے لئے فی ہفتہ ایک نئی قسم کا آپریٹس بالکل کافی ہے۔ چھ ہفتوں میں اسے چھ قسم کے آپریٹس کے امکانات سے واقفیت ہوجائے گی اور ہر ایک کی تاثیروں اور صفتوں کا علم ہوجائے گا۔ اگر بجائے اس کے اسے پہلے چھے دنوں میں چھ قسم کی اشیا پیش کی جاتیں۔ تو اسے ہر ایک میں ایک عارضی دلچسپی ہوتی اور کسی ایک سے بھی پوری طرح پر لطف اندوز نہ ہوسکتا۔

چوبی بڑے مکعب یا سٹیل بچے انکو بہت ہی پسند کرتے ہیں اور جماعت میں کھیل کے کمرے اور کھیل کے میدان میں ان کو طرح طرح سے استعمال کرتے ہیں۔ بچے ہمیشہ انکا نیا نیا استعمال دریافت کرتے رہیں گے۔ لکڑی یا مقوی کے ڈبے بہت ہی مفید آپریٹس ہیں کیونکہ ان کو بہت سی شکلوں میں بدلا جا سکتا ہے اور طرح طرح سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ خود کھلونے اپنی ذات سے آپریٹس میں شامل نہیں لیکن اگر کوئی بچہ اپنے کھلونے مدرسہ کو لے آئے تو مدرس سیرت سازی میں نیز کھیل میں ان کھلونوں کے کئی طرح کے استعمال دریافت کر سکتا ہے۔

باغبانی یہ دراصل آلاتی کام نہیں کیونکہ بغیر آلات کے بھی باغبانی ہو سکتی ہے لیکن تربیت حواس کے لئے یہ اس قدر اہم ہے کہ اس کا خاص طور پر ذکر کرنا ضروری ہے۔ لکڑی یوں ٹکلیوں اور صندوقوں سے اس بارے میں بہت کچھ کام کیا جا سکتا ہے۔ نہ تو بہت بڑی زمین یا احاطے کی ضرورت ہے اور نہ مالیوں کی ایک فوج درکار ہے۔ تھوڑے سے لکڑی کے صندوق چند نوکدار لکڑیاں اور چند چھوٹی لکڑیاں کچھ جلد اگنے والے بیج بس یہی چیزیں ایک ایسے باغ کے لئے کافی ہیں جس سے ایک بچہ مطمئن ہوجائے گا۔ اور ساتھ ہی اسے گفتگو، ڈرائنگ مشاہدے، گیت اور نظم میں اسباق کے موافق بہم پہنچائے گا۔ ایک صندوق میں نکلتے ہوے وہاں سے جو بچے نے خود بوئے ہیں اسے بہت زیادہ مسرت ہوتی ہے بہ نسبت پھولوں کے ایک بہت ہی خوشنما گلدستے کے جس کی ساخت اس کی دلچسپیوں سے باہر ہو۔ پھولوں کی کاشت اکثر مشکل ہوتی ہے لیکن مضایقہ نہیں بہت سے ارزاں بیج ہیں۔ جو معمولی سی توجہ سے کونپل۔ جڑ۔ پتہ۔ اور بالیہ گی ظاہر کرتے ہیں۔ اور پودے لگانے اور عالم فطرت سے اس کی کئی صورتوں میں ایک لگاؤ پیدا کرنے میں بچے کی تربیت کرتے ہیں۔

کنڈر گارٹن کمرے کا سازوسامان نہایت پسندیدہ صورت تو یہ ہے کہ بڑے مدرسے سے الگ تھلگ کنڈر گارٹن کی اپنی عمارت ہونی چاہئے اور اپنا ہی کھیل کا میدان اور اپنا باغ جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں کم از کم چھوٹے بچوں کا اپنا کھیلنے کا میدان ہونا چاہئے جہاں وہ اپنے سے بڑے لڑکوں کے کھیل کی درشتی سے محفوظ رہیں۔ اور جہاں دوسروں کی وجہ سے ان کے اپنے چھوٹے چھوٹے کھیلوں اور نمونوں کو ہرج نہ پہنچے۔ ہر کنڈر گارٹن کا جو فی الواقع اسم بامسمیٰ ہو اپنا باغ ہوگا۔ جہاں مطالعہ قدرت باغبانی اور کئی اور مستعدیاں زیر عمل آتی ہیں۔

کمرے کے فرنیچر پر بھی بچے کے لحاظ سے نظر ڈالنی چاہئے۔ بھاری ڈسکیں اور بڑی میزیں بالکل نامناسب ہیں۔ ہر وہ چیز جو بچہ استعمال کرتا ہے ہلکی ہونی چاہئے اور ایسی کہ بچے اسے خود ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاسکیں۔ بھاری اشیا رسامان کی الماری استاد کی ڈسک اور پیانو ہیں۔ باقی سب چیزیں چھوٹی چھوٹی اور ہلکی ہونی چاہئیں چھوٹی چھوٹی کرسیاں چھوٹی ڈسکیں یا میزیں چھوٹی دریاں اور تکیے چھوٹی صراحیاں جن سے بچے اپنے لئے خود پانی انڈیل سکیں اور ہاتھ منہ دھونے وغیرہ کے لئے چھوٹے بیسن۔ ایک دو چھوٹی الماریاں جن کے طاق چوڑے اور اوپر کا تختہ مسطح ہو اور ان کے پٹ آسانی سے کھل اور بند ہو سکیں اور ان کا کوئی حصہ باہر کو نکلا یا نوکدار نہ ہو۔ اور پھولوں کی کاشت اور قلم کے لئے تھوڑے سستے دام کے کونڈے یا پارسلوں کے بیکار صندوق اور اپریٹس رکھنے کے لئے ایک دو نیچی میزیں بس اتنی چیزیں اور تصویریں ہوں تو ایک اچھے کنڈر گارٹن کا ضروری فرنیچر مکمل ہوگیا۔

جن مدارس کے فنڈ بہت ہی کم گنجایش کے ہوتے ہیں بے فیس مدارس تحتانیہ اور قلیل سرمایہ کے اور مدارس اس کے لئے نہایت ارزان اور اطمینان بخش فرنیچر یہ ہے۔ کچھ دریاں جن پر بچے بیٹھ سکیں اور بہت ہی نیچی ڈسکیں یا میزیں جن کی اونچائی صرف چند انچ ہو جن پر بچے اپریٹس رکھ سکیں۔ اب زیادہ قیمتی ڈسکیں اور کرسیاں خریدنے کا جو روپیہ بچ رہے اس سے ضروری اپریٹس خریدا جاسکتا ہے لمبی لمبی بنچیں چھوٹے بچوں کے لئے بہت ہی نامناسب ہیں اگر ایسی بنچوں کے علاوہ اور کوئی نشستیں نہ ہوں تو جماعت کو فرش ہی پر بٹھانا بہتر ہے۔

اگر کنڈر گارٹن حصے میں سایہ دار درخت ہوں تو کھلی ہوا میں اسباق کے اچھے مواقع میسر ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہو تو بعض اسباق ضرور باہر لینے چاہئیں۔ کھیل۔ مطالعہ قدرت یہ

گفتگو، کبھی کبھی نظم خوانی، کسی وقت قصہ گوئی۔ امدادی کھیل جن میں پتوں یا کنکروں اور چھوٹے پتھروں کا استعمال ہو یہ سب اسباق باہر لئے جا سکتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ مدرس موقع ملنے پر اور سباق بھی باہر لے سکتا ہے۔

اگر کنڈرگارٹن کے لئے حسب خاطر کوئی کمرہ پسند کرنا ہو تو ایسا کمرہ بہت موزوں ہوگا جس کا رخ شمال کی جانب ہو۔ خوب روشن ہو۔ لیکن دھوپ کی تمازت نہ ہو اور اس سے لگی ہوئی تھوڑی سی خالی زمین ہو جس میں باغ بنایا جا سکے۔ مزید بریں یہ کمرہ بازار یا سڑک کی جانب نہ کھلتا ہو۔ لبا اوقات ایسے کمرے کا انتخاب ممکن ہی نہیں ہوتا لیکن شاید یہ ممکن ہو کہ بالکل چھوٹے بچوں کے لئے ایسا کمرہ منتخب کیا جا سکے جس میں باہر سے مقابلۃً کم شور وغل آئے اور جو سب سے زیادہ فرحت بخش ہو۔

کنڈرگارٹن کے درسی طریقے ۔ کنڈرگارٹن میں طریقہ تعلیم وہی ہونا چاہئے جس کی جانب بچے کی اپنی طرز زندگی دلالت کرے۔ کھیلنا بچے کے لئے ایک فطری امر ہے فی الحقیقت اس کی اولین اور اہم ترین سماجی تربیت کھیل ہی سے ہوتی ہے کھیل قدرت کا وہ خاص طریقہ ہے جس سے وہ بچوں کو زندگی بسر کرنا سکھاتی ہے۔ اور ہم بھی اگر اس طریقہ کی قیمت کو پہچانیں تو بچوں کے اس فطری میلان کا بہترین استعمال کر سکتے ہیں۔ کھیل کے معنی شور وغل کرنا یا دنگا فساد نہیں کھیل تو اس جسمانی اور ذہنی فعلیت کا نام ہے جس سے بچے کے جسم اور دماغ کی نشو نما بہترین طور پر ہو سکتی ہے۔ تہذیب و تمدن کی پیچ در پیچ زندگی میں جب کبھی کوئی اچھا اور خالص قدرتی طریقہ تعلیم ممکن ہو تو یقیناً اس خالص فطری شئے یعنی بچہ کی صحیح تعلیم و تربیت کا وہی نہایت بے ضرر طریقہ ہوگا۔ جن فعلیتوں کا کنڈرگارٹن میں ضروری استعمال کرنا چاہئے۔ وہ تقلید دریافت۔ ایجاد۔ ڈراما اور خود اظہاری کی فعلیتیں ہیں۔

۱۔ تقلید بچہ جس زندگی کو اپنے ماحول میں دیکھتا ہے مثلاً گھر کی زندگی اور جانور وغیرہ اسے وہ اپنا بنا لیتا ہے۔

۲۔ دریافت چیزوں کی دیکھ بھال۔ ان کی دریافت۔ نئی چیزوں سے تجربہ کرنا ان کی اصلیت و علت معلوم کرنے کے لئے ان کی توڑ پھوڑ۔ کچھ نہ کچھ کرتے رہنا اور اپنی دریافت کی آزمائشیں یہ سب باتیں بچے نہایت شوق سے کرتے ہیں۔

۳۔ ایجاد اور خلق۔ بچہ محض ایک چیز کو کسی اور چیز کا نمایندہ سمجھ کر کھیلنے پر ہمیشہ قانع

نہیں رہتا ایک وقت آتا ہے جب وہ خاص ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک مختص چیز بنانا چاہتا ہے یا کسی دیکھے ہوئے یا سنے ہوئے واقعہ کو اپنے ہمجولیوں استادوں یا والدین کو بتانے کے لئے وہ اسے مناسب حرکات کے ساتھ بیان کرتا یا اس کی تمثیل پیش کرنا چاہتا ہے۔

۴۔ اعادہ۔ بچہ جو کچھ اپنے سے بڑے لوگوں کو کرتے دیکھتا ہے اسے خود بھی کرنا چاہتا ہے اور وہ اکثر درست طور پر کرنا چاہتا ہے۔ اسے مطلوبہ مقصد کے حصول کے لئے ضروری اسلوب کار سکھانے کے واسطے ایک معین سبق دینے کا یہ ایک اچھا موقع ہے۔

۵ فعلیت۔ محض فعلیت کی خاطر۔ حرکت (Rhythm) روانی اور گانے کے لئے شوق سے کوئی فعل کرنا خود فعل سے حصول مسرت کی خاطر نہ کہ کسی خاص فعل کی نقل کرنے کے خیال سے بے نقطوں کے شاید بے سر کے بھی (Rhythmie) روان گیت گانا من کی موج سے ناچنا، اور نشاط زندگی کی خاطر خود اظہاری کی بہت سی صورتیں۔ رنگ کاری۔ کسی تصویر یا نقش کی خاطر نہیں بلکہ کاغذ پر محض رنگ پھیلانے کے لئے خود اظہاری کا ایک اور ذریعہ ہے جو اکثر خوش طبع بچوں میں دیکھا جاتا ہے۔

اس لئے کنڈر گارٹن میں ان فعلیتوں کو ان کے سماجی مقاصد کے واسطے استعمال کرنے کے طریقے ایسے ہونے چاہئیں جن میں بچے کی بہترین فطری استعدادوں کو پوری طرح سے کام میں لایا جائے اور اس کی ناپسندیدہ خصوصیتوں کو نرمی اور آہستگی سے مٹا دیا جائے۔

امریکہ میں اس طریقہ کو نہ صرف کنڈر گارٹن میں بلکہ "کھیل کے طریقے" کے نام سے مدارس تحتانیہ میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اور یہ نام اسم بامسمیٰ ہے۔

ایک اچھا ترتیب دیا ہوا نظام الاوقات فعلیتوں کو اسطرح بدلتا رہتا ہے۔ کہ کوئی مشغلہ زیادہ دیر تک بچوں کو مصروف نہیں رکھتا کہ انکی دلی خوشی ماند پڑ جائے کنڈر گارٹن نظام الاوقات میں باضابطہ درس کہیں نظر نہیں آئینگے۔ سادی حساب۔ انشا۔ پڑھنا۔ جغرافیہ اور تحتانیہ مدارس کے اور نصابی مضامین کو اور وسائل سے پیش کیا جاتا ہے مثلاً قصہ گوئی، ڈراما مطالعہ قدرت کی گفتگو اور مانٹیسوری اور فروبل کے اپریٹس کی طرح کے دیسی کام مٹی۔ پلاسٹیسین اور ریت سے ماڈل بنانا۔ رنگ کاری دکانداری کے کھیل تربیت حواس کے کھیل (انگشتانہ چھپانا، آنکھ مچولی۔ اور مانٹیسوری کے اپریٹس) جماعت کے کمرے میں یا کھیل کے میدان پر زمین پر اور دائرہ بنا کر گروہی کھیل یا انفرادی کھیل۔ ٹیم کے کھیل کنڈر گارٹن کے بڑے بچوں کیلئے

دلچسپ ہوں گے۔ چھوٹے بچوں کے لئے ایسے کھیل جن کے لئے قواعد کم ہیں اور جن میں حرکات زیادہ ہوتی ہیں۔ اور کوئی نئی حرکت یا فعلیت سکھانے کے کھیل۔ خالص تفریحی کھیل مثلاً غریب بلی اور ابا کا کھیت، ان سب کو تعلیمی نقطۂ نظر سے کام میں لایا جاسکتا ہے۔

کنڈرگارٹن کمرہ میں ایک اتنا بڑا دائرہ بنانا جتنا کہ اس کمرے میں بنایا جاسکتا ہے۔ بہت مفید ہوتا ہے بچوں کو اس دائرے پر بٹھایا جائے یا وہ اپنی کرسیاں اس دائرے پر ڈال کر بیٹھیں۔ اسطرح جو کچھ اس دائرے کے اندر ہوتا رہے گا۔ سب بچے اسے دیکھ سکیں گے۔ اس میں آسانی کے ساتھ شرکت کرسکیں گے اور اس طرح مل بیٹھنے سے وحدت کا اور ایک ہی کنبے کے رکن ہونے کا احساس اُن میں پیدا ہوگا۔

قصہ گوئی اور ایسے اسباق میں جن میں دلچسپی کا مرکز مدرس ہوتا ہے۔ مدرس ایک نیچی کرسی پر بیٹھتا ہے۔ اور جماعت فرش پر بیٹھ جاتی ہے۔ جن فعلیتوں میں مدرس مرکز توجہ نہیں ان میں وہ جماعت کے ساتھ فرش پر بیٹھتا ہے۔

مدرسہ میں شریک ہونے کے دن سے بچے کو اپنے ہی پر بھروسہ کرنا، اپنے ایپرن کو جانا یا اٹھا کر رکھ دینا سکھنا چاہئیے۔ خود تصحیحی (Self correction) کام میں بچہ اگر غلطیاں کرے تو مدرس کو روکنے کی ضرورت نہیں۔ بچے جب غلطیاں کرتے ہیں اور پھر خود ہی انھیں درست کرتے ہیں تو ایسے کام میں ان کی بہتر تربیت ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ ان کو شروع ہی سے غلطیاں کرنے سے روکا جائے۔

جوشیلا مدرس بہت ممکن ہے کہ بچے کو کسی چیز کے سیکھنے میں حد سے زیادہ سہولت کی خاطر سعی اور خطا کی قیمت کو بھول جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو بات کہ تعلیمی قیمت کی ہے وہ کسی کام کو کرنا ہے نہ کہ اس کا ہو جانا۔

مدرس کے ایک بہت ہی اچھا طرز عمل یہ ہے کہ اکثر اوقات بچوں کو اپنے لئے کام منتخب کرنے کا اختیار دیا کرے کسی مشغلہ کے انتخاب کا اختیار، دستی کام کے لئے مال مسالے کا اختیار۔ تصویر یا تمثیل کے لئے موضوع کا اختیار اور کبھی کبھی سبق کے موضوع کا بھی اختیار۔ اس طرح ان کی دلچسپی کو پیدا کیا جاسکتا ہے اور قائم رکھا جاسکتا ہے۔ اور ہر بچے کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے پسند کئے ہوئے وسائل کے ذریعے کسی بات میں سبقت حاصل کرے۔ یہ اعلیٰ سیرت سازی کا طریقہ ہے اور ہر بچے کی شخصیت کی نشو نما کرتا ہے۔

امریکی ماہرین تعلیم نے جو منصوبی طریقہ تعلیم (Project method) جاری کیا ہے اسے بہت سے کنڈرگارٹن مدارس میں بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ پوری جماعت ایک سبق کی تیاری میں حصہ لے سکتی ہے۔ مثلاً ہر ایک بچہ آپریٹس کا ایک ایک ٹکڑا بنائے یا کسی چیز یا واقعہ کے متعلق ایک ایک بات پیش کرے یا اسی قسم کا کوئی اور کام کیا جائے۔ اس طور پر طرح طرح کے کاموں میں تضایف اور ربط پیدا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً مون سون یا موسم برسات پر ایک منصوبی سبق لیجیئے۔ بچے گیت گا سکتے ہیں نظمیں یاد کر سکتے ہیں۔ بارانی اور خشک موسموں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ موسم برسات سے متعلق کسی چیز کا نقشہ بنا سکتے ہیں یا اس موسم کے پرندوں کیڑوں یا پودوں پر مطالعۂ قدرت کے مخصوص اسباق لے سکتے ہیں۔ اس طرح کے تھوڑے سے کام کے بعد اور فعلیتوں کے لئے خود تجاویز پیش کر سکیں گے۔ اس قسم کے سبق کنڈرگارٹن کی نسبت عبوری جماعت کے لئے زیادہ موزوں ہوتا ہے کیونکہ یہ اوپر کے مدرسے کے زیادہ باضابطہ کام کے لئے راستہ صاف کرتا ہے کنڈرگارٹن اور عبوری جماعت کے درمیان کوئی نمایاں حد فاصل نہیں ہوتی۔ عبوری بچہ عبوری جماعتیں بھی حرکاتی گانے۔ روانی۔ اپنی مرغوب کہانیوں کے ڈرامے اور طرح طرح کا دستی کام کرتا ہے اور ساتھ ہی پڑھنے لکھنے اور گننے میں کچھ باضابطہ کام بھی کرتا ہے اور یہ بھی زیادہ تر مقرونی شکل میں۔

کنڈرگارٹن کا مدرس اور اس کی تربیت جیسا کہ شاعر کے متعلق کہا جاتا ہے مدرس بھی پیدا ہوتا ہے بنتا نہیں۔ لیکن اچھے مدرس ہوتے ہیں اور برے بھی۔ تربیت سے ایک اچھے مدرس کی اچھائی اور بڑھ جاتی ہے۔ اور برے مدرس کی برائی کم ہو جاتی ہے۔ ایک فی الواقع برے مدرس کو کسی قسم کی ٹریننگ سے اچھا مدرس نہیں بنایا جا سکتا۔ ٹریننگ کالج معجزے نہیں کیا کرتا۔ البتہ ٹریننگ کالج بہت سے ماہرین تعلیم کی مجتمع دانائی اور تجربہ کار اشخاص کی رہنمائی کے لئے پیش کرتا ہے جو ابھی اس فن میں زیادہ عاقل یا تجربہ کار یا ماہر نہیں ہیں۔ سب سے زیادہ کنڈرگارٹن مدرس کو تربیت کی ضرورت ہے اسے ان اشخاص کی مجتمع عقل کی رہنمائی کی ضرورت ہے جو برسوں چھوٹے بچوں کے مشاہدہ اور مطالعہ میں مختصصین کی حیثیت سے مصروف رہے ہیں یہ ممکن ہے کہ غیر معمولی قابلیت کا ایک ان ٹرینڈ مدرس اس نتیجہ پر پہنچے جو ایک ٹرینڈ مدرس کو معلوم ہے لیکن کب؟ شاگردوں کے دماغوں اور جسموں پر برسوں کے تجربہ کے بعد! ظاہر ہے کہ یہ طریق عمل ان ننھے معصوم بچوں کے لئے جن پر یہ تجربے ہوتے ہیں کس قدر ناموافق اور ناواجب ہے ہر کوئی

حق نہیں ہے کہ بچوں کو خام مسالے کی طرح استعمال ہونے دیں۔ انہیں یکے بعد دیگرے مختلف نظریوں کا تختۂ مشق بنایا جائے جو بعض اوقات ان کے لئے بہت ضرر رساں ثابت ہوتا ہے۔

سابق میں یہ خیال تھا کہ ننھے بچوں کے مدرس کے لئے صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے چھوٹے بچوں سے انس ہو اور ایک بے وقوف شخص بھی ان کے لئے موزوں مدرس ہو سکتا ہے کیونکہ چھوٹے بچوں کو سکھانا ہی کتنا ہوتا ہے غنیمت ہے کہ فی زمانہ اس خیال کی غلطی عیاں ہو گئی ہے اور یہ متحقق ہو گیا ہے کہ بچوں کی سیرت اور علم کی پہلی بنیادوں کے لئے بہتر سے بہتر سامان و اہتمام کی ضرورت ہے۔ جو شخص کنڈر گارٹن کا مدرس بننا چاہتا ہے۔ اس کے لئے لازم ہے کہ چھوٹے بچوں سے اُنس کی نہایت ضروری صفت رکھنے کے علاوہ اس کی عام تعلیم وسیع ہو اور مزید بریں اسے اپنے فن میں بھی بہت اچھا ٹرینگ حاصل کرنا چاہئے۔ اس میں ایک حسن کار کی قابلیت۔ موسیقی کی قابلیت۔ اور ڈراما ئی قابلیت ہو۔ اس کی معمولی آواز صاف اور پسندیدہ ہو بہت بلند نہ ہو۔ اس کی شخصیت موثر ہو اس میں بے انتہا صبر ہو۔ اور ایجادی فراست اور شگفتہ تخیل کا مالک ہو۔

ایسا شخص جس میں کوئی نمایاں جسمانی عیب یا بدنمائی ہو اکثر بچوں کی نظروں میں کھٹکتا رہتا ہے بچے جبلی طور پر خلاف فطرت چیز سے متنفر ہوتے ہیں۔ اس لئے کنڈر گارٹن مدرس دیکھنے میں کم از کم معمول کی صورت کا شخص ہونا چاہئے۔ اگر کسی بدشکل شخص غیر معمولی درسی قوتیں ہوں تو اس کے لئے بڑی جماعتوں میں زیادہ موزوں کام مل سکیگا۔

آج مدرس کی حیثیت ایک دوست ایک رہبر کی حیثیت ہے وہ راستہ بتاتا ہے۔ حکم نہیں دیتا۔ ننھے بچے اس سے ڈرتے نہیں محبت کے ساتھ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ انھیں اب اپنے کھیل کی مسرتوں میں کسی دہشتناک شخص کی مداخلت کا کھٹکا نہیں جس کی ایک تیوری سے دلیر سے دلیر بچہ لرزنے لگتا تھا۔ اور ننھے معصوم بچے خوفزدہ اور دم بخود رہ جاتے تھے اب ہم یہ نہیں کہتے کہ مدرس خوف پیدا کر کے یا سزا کی دھمکی سے یا جسمانی سزا کے ذریعہ جماعت پر حکومت کرے گا۔ بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ اشارات و ایما سے بلکہ اپنی ذاتی خود ضبطی کی مثال سے ضبط قائم رکھیگا۔ جسمانی سزا خواہ وہ کتنی ہی تھوڑی اور نرم ہو ننھے بچوں کے لئے نامناسب ہے۔ ننھے بچے جب خوش اور شاد ہوتے ہیں، تو وہ خود بخود اچھے بھی ہوتے ہیں۔ صرف وہ بچہ جو کسی بات سے تنگ آجاتا ہے ضد کرتا ہے اور خراب بنتا ہے

مدرس کا یہ کام ہے کہ وہ معلوم کرے کہ بچہ کس بات سے تنگ آگیا ہے اور صورت حال ایسی بدل دے کہ اکتاہٹ کی بجائے دلچسپی پیدا ہو جائے۔

یہ بات بہت طویل تجربہ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ ذاتی تجربہ سے بلکہ ہر ماخذ سے مثلاً اوروں کے تجربات کے مطالعہ سے جنہوں نے استادوں کی رہنمائی کے لئے ان کو لکھدیا ہے۔ ٹریننگ کا ایک فائدہ بھی ہے کہ وہ مدرس زیر تعلیم کو اوروں کے تجربات اور ناکامیوں سے آگاہ کرتا ہے اور اس طرح اس مدرس کو ان کی غلطیوں میں مبتلا ہونے کی نوبت نہیں آتی۔ بلکہ وہ ان ماخذوں سے یعنی کتابوں اور اپنے استادوں سے بہترین رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔ مشاق مدرسین کو سبق دیتے ہوئے دیکھنے کے جو مواقع ٹریننگ کے زمانہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ نہایت ہی قیمتی ہوتے ہیں۔ اسی طرح ٹریننگ کالج کے ہر طالب علم کو جو مواقع ماہرین کی نگرانی میں سبق دینے کے ملتے ہیں۔ وہ بھی نہایت بیش قیمت ہوتے ہیں۔ لیکن ایک امر قابل غور ہے ایک پختہ سن آدمی کے لئے نئے خیالات کا جذب کرنا بہت ہی مشکل کام ہوتا ہے۔ اس لئے طلباء زیر ٹریننگ کی عمر جب وہ کسی ٹریننگ کالج میں شریک ہوں بیس برس سے تجاوز نہیں ہونی چاہیے۔ انگلستان میں ٹریننگ کی اقل مدت دو برس مقرر ہے جس کی تکمیل پر سند معلمی کے امتحان میں شریک ہونے کی اجازت ملتی ہے۔ اور اس مدت کا ایک اچھا حصہ مشاہدہ اسباق میں اور پھر زیر نگرانی مدریس میں صرف ہوتا ہے۔

تعلیمی نقطۂ نظر سے وہ ایک مبارک دور ہوگا جب یہی قواعد ہندوستان میں بھی مدرسین کی ٹریننگ کے لئے نافذ ہوں گے ابھی تک ٹریننگ کے ایسے اداروں کی یہاں کافی تعداد نہیں جہاں کنڈرگارٹن کام کے لئے مدرسین کی ٹریننگ کا انتظام ہو یہ ٹریننگ بڑے لڑکوں کو پڑھانے کے لئے ٹریننگ سے اس قدر مختلف ہے کہ جب تک اس مختص ٹریننگ کا انتظام نہیں ہوتا کوئی حقیقی ترقی ممکن نہیں۔

کئی لحاظ سے بالکل ننھے بچوں کے لئے ایک مرد مدرس کی نسبت ایک معلمہ بہتر ہوتی ہے امریکہ میں تمام مدارس تحتانیہ کے مدرسین زیادہ تر عورتیں ہیں اور انگلستان میں چھوٹے بچوں کی جماعتوں میں کوئی مرد مدرس نہیں ہے۔ خیر مرد ہوں یا عورتیں کنڈرگارٹن مدرسین کے لئے مختص ٹریننگ کی ضرورت ہے اور قبل اس کے کہ ان کے خیالات پختہ اور راسخ ہو جائیں ان کا ٹرینڈ ہونا چاہیئے۔

کنڈرگارٹن بچے کی صحت مقامی مدارس میں گنجایش اکثر ناکافی ہوتی ہے اور کمروں میں روشنی اور ہوا کا بھی خاطر خواہ اہتمام نہیں ہوتا اگرچہ جماعتیں بلحاظ تعداد طلبا اتنی بڑی نہیں ہوتیں کہ وہ ایک مدرس کے احاطۂ ضبط و تدریس سے متجاوز ہوں تاہم چھوٹے اور بے ڈھنگے کمروں کی وسعت کے لحاظ سے جن میں کنڈرگارٹن جماعتیں رکھی جاتی ہیں وہ بڑی ہوتی ہیں۔ فرش کی وسعت اور ہوا کی مکعبی گنجایش بہت ہی ناکافی ہونے کی وجہ سے وہ علی العموم حد سے زیادہ بھرے ہوتے ہیں۔ برآمدوں کا زیادہ استعمال کرنا چاہیے۔ اور فی الحقیقت بعض مدارس میں برآمدوں کو بہت مفید کام میں لایا گیا ہے۔

چند مدارس کے راستے نہایت مخرب صحت ہیں اور اس کا یقیناً خراب اخلاقی جسمانی اثر ہوتا ہوگا۔ بالخصوص جہاں کثرت سے کثافت مکھیاں اور کوڑا کرکٹ جمع ہو بعض صورتوں میں مدارس کے اندر جماعتی کمروں اور کمپونڈ کو آراستہ کرکے ان بیرونی راستوں سے ایک مسرت بخش تضاد قائم کیا گیا ہے۔ لیکن خاکدار راستوں کے مضر اثرات کی جانب مدرسین نے مناسب توجہ نہیں کی۔

کنڈرگارٹن کے مدرسین نفسیات طفلی کے متعلق تقریباً کچھ بھی نہیں جانتے اور شاید ان کا انتخاب اس لئے ہوا ہے کہ وہ بچوں سے انس رکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ بات بھی ضروری ہے لیکن کمسن طلبا کی پوری ذمہ داری اٹھانے کے لیے اتنی بات کافی نہیں مثلاً بہت سے مدرسین چھوٹے بچوں کی جسمانی ضرورتوں سے ناواقف ہیں وہ اتنی سی معمولی بات کو نہیں جانتے کہ بچوں میں صحیح نشست کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور اکثر درسی اوقات میں تماماً یا اس کے بڑے حصے میں اپنے ننھے شاگردوں کو دست بستہ رہنے کی غیر فطری۔ تکلیف دہ۔ اور مضرت رساں شکل پر اصرار کرتے ہیں۔ درسی اوقات میں جماعت میں کسی قسم کی مستعدی یا چالاکی نہیں پائی جاتی۔ مدرسین جماعت میں چلتے پھرتے ہیں اور بچے چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں۔ جماعتیں اتنی مختصر ہوتی ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ درسی وقت کے ایک بڑے حصے میں ہر بچے کو چلنے پھرنے کا موقع دیا جائے۔ نفسیات اور حفظ صحت کی مختصر معلومات سے، مدرسین اور جماعتوں کو چپ چاپ دست بستہ بیٹھے رہنے سے کہیں زیادہ مفید، اور مسرت بخش مشغلے مل سکیں گے۔

بحیثیت مجموعی ان بالکل کمسن بچوں کی جسمانی اور ذہنی ضروریات سے یا تو کامل غفلت برتی جاتی ہے یا ان کی ان ضروریات کو نہ جاننے کی وجہ سے انھیں بہت قلیل پیمانے پر مہیا کیا جاتا ہے

عموماً عورتوں میں ایسی جبلتیں ہوتی ہیں، جو مردوں میں نہیں ہوتیں جن کی وجہ سے عورتیں کنڈرگارٹن جماعتوں کے اہتمام میں زیادہ کامیاب رہتی ہیں۔

کنڈرگارٹن کے اکثر ان ٹرینڈ مدرسین میں بچوں کی صفائی ستھرائی کی جانب کوئی توجہ نہیں پائی گئی حالانکہ اس جانب توجہ دینا ابتدائی جماعتوں کے ہر مدرس کا فریضہ ہے۔ بعض جماعتوں میں ہاتھوں اور (Skin) جلد کا باقاعدہ معائنہ ہوتا ہے لیکن جیسا ہر جگہ ہر جماعت میں ہونا چاہئے ویسا نہیں ہوتا اور پورے بدن کا غسل ممکن نہ ہو تو کم از کم ہاتھ پاؤں اور چہرے کے دھونے کی جتنی تاکید ہونی چاہئے اتنی نہیں کی جاتی۔ مدارس کی ایک بڑی تعداد میں بچوں کو صحت اور صفائی کے بالکل سادہ قوانین پر عمل کرنے کی ترغیب و تشویق کی کوئی سعی نہیں کی جاتی۔

متفرق بلدہ کے مدارس کے معائنہ کے دوران میں ہم نے دیکھا کہ خود بہت سے جماعتی کمرے غلیظ تھے ان کی دیواریں سیاہ اور میلی کچیلی تھیں اور باوجود اس کے ننھے سر ان سے لگے تھے اور مدرس نے بچوں کو ایسا کرنے سے نہیں روکا تھا۔ چند مہینوں کے وقفہ سے تازہ آہک پاشی پر کوئی زیادہ خرچ نہ ہوگا اور یہ تنگ و تاریک کمرے صاف اور روشن ہو جائیں گے فرش پر ریزے کاغذوں کے پرزے۔ چاکوں کے ٹکڑے پھینکنا قطعاً ممنوع ہونا چاہئے۔ اگر ردی کی ٹوکری میسر نہ ہو تو ایک بڑا کاغذ ٹکڑوں کے پرزے جمع کرنے کے لئے رکھا جا سکتا ہے اور برخاست کے وقت اسے مع اس کے مشمولات کے جلا دیا جا سکتا ہے۔

اکثر صورتوں میں تعلیم جسمانی کا نہایت بُرا اہتمام پایا گیا ان صورتوں میں بھی جب کہ مدرس ٹرینڈ تھا۔ بہت سے مدرسین جسمانی تعلیم کے اصول کے سمجھنے ہی میں غلطی کرتے ہیں۔ اور بڑھتے ہوئے چلبلے ننھے اجسام کے لئے فوجی قواعد کی بہت ہی بُری نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ فوجی قواعد بڑے آدمیوں کے لئے ہوتی ہے اور کسی عمر کے بچوں کے لئے موزوں نہیں ہے نمائشی حرکات کی جانب جن میں بہت کم اصلی فائدہ ہوتا ہے بہت زیادہ توجہ کی جاتی ہے اور جسمانی ورزش کے لئے جو وقت دیا جاتا ہے اسے پوری جماعت کی ہمہ جہتی فعلیت کے لئے پورے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ علی العموم صرف بہترین حرکات کرنے والے طلبا کو مشق کا موقع ملتا ہے اور باقی سب تماشا دیکھتے چپ چاپ کھڑے رہتے ہیں۔ تصوری کھیلوں اور آزادانہ حرکات کے فوائد کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ چند ایک مثالوں میں بہت مشکل حالات کے

تحت نہایت عمدہ قسم کا کام انجام دیا گیا ہے جو اشخاص اس قسم کی مشکلات پر غالب آکر اپنی جماعتوں کو حقیقی جسمانی تربیت دے سکتے ہیں ان کو خاص قلیل المدت ٹریننگ کا مستحق سمجھنا چاہئے جس کے بعد ان کو مختصر نصاب ڈپلوما کی حیثیت سے تھوڑا سا معاوضہ ملنا چاہئے ایسے ٹریننگ سے اچھے مدرس بہتر مدرس بنیں گے ان کی ہمت افزائی ہوگی اور ان سے کم اچھے مدرسین کو ترغیب ہوگی۔

مختصر نصاب ڈپلوما، جو اور اعلیٰ ٹریننگ کے قابل ثابت ہوں ان کے لئے "خاص قلیل المدت ٹریننگ" کی تعطیلاتی جماعتیں قائم کی جاسکتی ہیں۔

اکثر مدارس میں جسمانی تربیت کے لئے بہت ہی کم وقت دیا جاتا ہے چھوٹے بچوں کو کم از کم ایک درسی گھنٹہ (جو زیادہ طویل نہ ہو) روزانہ جسمانی حرکات کے لئے دینا چاہئے چالیس منٹ کے ایک درس کی بجائے بیس بیس منٹ کے دو گھنٹے بہتر ہوتے ہیں۔ اور ہر سبق کا ایک حصہ ضرور کھیل میں صرف ہونا چاہئے۔ جن کھیلوں کے قواعد بہت ہی مختصر ہوں اور ان میں ہر بچہ کو بہت سی حرکات کا موقع ملے وہی اچھے ہیں۔ اگر مدرس ایسے کھیل نہیں جانتا تو اسکاؤٹ ماسٹر سے دریافت کرنے پر درجنوں سادہ کھیل معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

یہ دیکھکر بہت ہی اطمینان ہوتا ہے کہ سررشتہ آرایش بلدہ نے مختلف محلوں میں کھلی جگہیں فراہم کی ہیں۔ ہر ہفتہ مقررہ ایام میں مدارس کو ان کھلی جگہوں میں کھیلنے کی اجازت ملنی چاہئے جیسا لندن میں اور انگلستان اور امریکہ کے اور بڑے بڑے شہروں میں دستور ہے۔

مدرسہ کے بچوں کو دودھ مہیا کرنے کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے لیکن یہاں کے حالات کا لحاظ کرتے نہ تو دودھ کے ذخیرہ کے لئے جگہ ہے۔ اور نہ دودھ کے ابالنے یا تقسیم کرنے کی سہولتیں میسر ہیں۔ اور مویشی کی سقیم حالت کی وجہ سے دودھ بھی کوئی زیادہ غذائی قیمت نہیں رکھتا ہے اس مسئلے کا مناسب جواب نفی ہی میں ہوسکتا ہے۔

لیکن پینے کے لئے خالص پانی کا اہتمام ایک اور مسئلہ ہے اور بڑا اہم مسئلہ ہے بچوں کو پانی کی ایک مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے کسی ایسی چیز سے (جیسے نل، صراحی یا کوئی اور برتن) جو جماعت کے کمرہ سے دور نہ ہو پاک صاف اور ٹھنڈا پانی لے سکنے کا کوئی انتظام کرنا چاہئے۔

دہونے کی کافی سہولتیں بھی اہم پہونچانا ضروری ہے بہت سے مدارس میں ایک ہی ٹونٹی ہے جس سے سارا مدرسہ پینے اور دھونے کا کام لیتا ہے۔ گنڈر گارٹن کے لئے ایک علحدہ ٹونٹی کی

ضرورت ہے جہاں ہر بچہ مدرس کی نگرانی میں ہاتھ منہ دھو سکے، ہر بچہ سے یہ عمل دن میں کئی بار کرنا چاہئے۔ اس مدرسہ کی طرف بہت ہی کم توجہ کی گئی ہے۔

طبعی صحت سے انحراف کی جو عام صورتیں ہیں وہ زیادہ تر اچھی عادتوں کی جانب توجہ نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ مدرس بچوں کو دست بستہ مودب بٹھاتا ہے جس سے اس کی چھاتی تنگ ہوتی ہے کندھے گول ہو جاتے ہیں پھیپھڑوں میں کافی ہوا نہیں پہنچ سکتی اور منہ سے سانس لینے کی ضرورت پڑتی ہے جس کا نتیجہ مرض ایڈی نائڈ (Adenoid) معائنہ کردہ مدارس کے کوئی پچھتر فی صدی طلبا میں ایڈی نائڈ کے آثار تھے یعنی اداس آنکھیں کمزور جبڑے کھلا ہوا منہ اور با آواز تنفس، جس کا لازمی نتیجہ ششش کی کمزوری اور دق کا میلان ہوتا ہے حالانکہ شروع شروع میں ان کی ابتدا صرف ایک بد عادت (یعنی غلط طریقہ نشست) ہے اس لئے سب مدرسین کو لازم ہے کہ منہ سے سانس لینے اور نشست کی خراب وضعوں کے رجحان کو جن سے ششش اور سینے تنگ ہو جاتے ہیں روکا کریں۔

آشوب چشم بہتے ہوئے کان گنجے سر اور معمولی جلدی بیماریوں کی چند مثالیں لیں لیکن خوشی کی بات ہے کہ بہت کم بچوں کے دانتوں کی حالت بہت ہی عمدہ پائی گئی۔

ڈھانچے کی حقیقت زشت صورتیں بہت عام ہیں اور آنکھوں کی حالت بھی اکثر اچھی نہیں اور یہ بات علی العموم اس کم روشنی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جس میں بچے پڑھتے ہیں نیز نصابی کتابوں کی خراب چھپائی کی وجہ سے، اور کمروں میں ڈسکوں اور تختہ سیاہ کی غلط ترتیب کی وجہ سے جہاں بعض اوقات تختہ سیاہ پر کی تحریر پڑھنے کے لئے شاگردوں کو ترچھا ہو کر دیکھنا پڑتا ہے سوء تغذیہ زیا سوء التغذیہ (Mal nutrition) بہت صورتوں میں نمایاں پایا گیا۔ غذا کی کمی سے نہیں بلکہ درست غذا کی کمی سے۔ نیند کی کمی سے بھی وہی اثرات ہوتے ہیں جو سوء تغذیہ سے اور بہت سی کنڈرگارٹن جماعتوں میں طویل صبح کے گھنٹوں کے درمیان یا بعد دوپہر کے درمیان آرام کا وقت ہونا چاہئے۔

طبی معائنہ سے اس وقت تک کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ والدین کو ڈاکٹر کی ہدایات اور مشوروں کی تعمیل پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور چونکہ عوام میں تعلیم بالغان ابھی بہت پست حالت میں ہے کیا امید ہو سکتی ہے کہ طبی معائنہ سے بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے صحت کی نادرستی کے ایک بڑے حصہ کو مدرسہ کی دیکھ بھال روک سکتی ہے اور گھر پر توجہ سے

اور بھی بہتر نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ بہتر صورت حال اس وقت ممکن ہو سکتی ہے جب تندرستی کے قواعد سے عام طور پر پبلک آگاہ ہو جائیگی۔ اور اس کے لئے مدرس نئی نسل کو بہت اعلیٰ پیمانہ پر تیار کر سکتا ہے۔

اس رپورٹ کے ساتھ نمونہ کے طور پر جسمانی تربیت کے اسباق کے لئے اشارات نسلک ہیں کھیل کے بڑے میدان کے لئے ایک سبق، اور بعد دوپہر کھیل کے گھنٹوں کے لئے دو اور سب کے سب کنڈرگارٹن بچوں کے مناسب۔ ہر حرکت کے لئے وقت بھی بتلایا گیا ہے تاکہ ضرورت سے زیادہ وقت تک کام کرنے کے رجحان کو روکا جا سکے اور ایک حرکت اور اس کے بعد کی حرکت کے درمیان وقت ضائع نہ ہو۔ یہ اشارات ان صحیح خطوط کا ایماء کرتے ہیں جن پر جسمانی تربیت کو ترقی دی جائے۔ اور یہ صرف اشارات ہیں نہ کہ قطعی اور کامل بیانات۔

کنڈرگارٹن میں سیرت سازی۔ سیرت کی بنیادیں زندگی کے اولیں سالوں میں پڑتی ہیں۔ اس لئے کنڈرگارٹن اپنے شاگردوں کی سیرتوں کے بنانے یا بگاڑنے کا فخر یا شرمندگی حاصل کر سکتا ہے لیکن سیرت سازی میں کامیابی کے لئے شاگردوں کے والدین اور مدرس میں اتحادِ عمل لازم ہے۔ اتحادِ عمل کی ضرورت ظاہر ہے باقاعدہ حاضری مدرسہ میں، اخلاقی اور کئی امور میں والدین کو بچہ کی خاطر مدرس سے اتحادِ عمل کرنا چاہیئے نہ کہ اس کی مخالفت، مدرسہ کے کام میں ترقی کا انحصار بہت کچھ والدین کے اس انداز اور دلچسپی یا عدم دلچسپی پر ہوتا ہے جو بچہ کے درسی کام کے بارے میں وہ اختیار کرتے ہیں۔

اس بارے میں والدین کی سرد مہری بہت عام ہے خاصکر ان والدین کی جنہوں نے خود کبھی تعلیم نہیں پائی۔ لیکن اتحادِ عمل کے موجودہ فقدان کے لئے مدرس بھی قصور وار ہے۔ والدین کی دلسوزی خواہ کتنی بھی ہو بیکار ہوتی ہے اگر وہ غلط قسم کی ہو، مثلاً جب والدین چاہتے ہیں کہ ان کا بچہ جلد جلد ترقی کرے اور اس ننھے معصوم کو ایک دقیانوسی پرانے خیال کے خانگی استاد سے پڑھنے پر مجبور کرتے ہیں یہ خانگی استاد اکثر مدرسہ کے طریقوں کے خلاف عمل کرتا ہے۔ اتحادِ عمل دو طرفہ قوت ہے۔ یکطرفہ نہیں یکطرفہ اتحادِ عمل ایک بے معنی بات ہے۔

ہر مدرس کو اپنے شاگردوں کے والدین سے شخصاً شناسا ہونا چاہیئے اور بیسیوں کے گھر دل کی زندگی سے واقف ہونا چاہیئے تاکہ اسے معلوم رہے کہ سیرت سازی کے لئے کن امور پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ خطوط مفید ہیں لیکن شخصی ملاقات کئی خطوط سے زیادہ مفید ہوتا ہے والدین کو

درسی اوقات میں مدرسہ دیکھنے کے موقع ملنے چاہئیں اس طرح وہ بھی معلوم کرسکیں گے کہ کن امور میں ان کی امداد کی ضرورت ہے اور دیکھیں گے کہ عصر حاضر کے طریقوں سے ان بچوں کو کسقدر فائدہ ہوُا ہے مختلف طریقوں کی تشریح اور بہت سی فعلیتوں کے مظاہرے والدین کو آمادہ کریں گے کہ وہ مدرس کے سیرت سازی کے کام میں اس کا ساتھ دیں۔ والدین دیکھیں گے کہ کس طرح ان کے بچے میں صفائی بے غرضی اور حفظ صحت کی عادتیں پیدا کی جا رہی ہیں اور یہ خیالات لے کر جب وہ گھر جائیں گے تو وہاں بھی وہ اس امر کا لحاظ رکھیں گے کہ بچہ گھر میں بھی جب اس پر مدرس کی نگرانی نہیں ہوتی ان مفید عادتوں کو جاری رکھے۔ بسا اوقات وہ بچے جو مدرسے میں اچھی طرح رہتے ہیں گھر جاکر اپنی ماں سے بہت شرارت کرتے ہیں، اس کا برعکس صحیح نہیں، یعنی ایسا کم دیکھا گیا ہے کہ جو بچے گھر پر اچھے رہیں وہ مدرسہ میں شریر ہوں۔ اس شاذ صورت میں مدرس ہی کا قصور ہوتا ہے۔ جسے اس خاص بچے سے ہمدردی نہیں ہوتی اور اس لئے وہ بچہ تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔ یہ بہت شاذ ہوتا ہے کہ۔ گھر میں جو بچہ اچھا رہتا ہے وہ مدرسہ میں شرارت کرے لیکن افسوس اس کا برعکس بہت ہی عام ہے کہ اچھے بچے گھر پہنچتے ہی نہایت تکلیف دہ بن جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مدرسہ اور گھر کے اثرات کا اتحاد عمل کس قدر ضروری ہے۔

ایک چھوٹے بچے کے لئے بہترین صورت آزادی کی فضا ہے آزادی بے لگامی کا نام نہیں جیسا کہ مدرسہ میں آزاد کھیل سے شور وغل اور دنگا فساد مراد نہیں اگر بچہ اپنی بالکل ابتدائی عمر ہی سے۔ خود ضبطی (یا ضبط نفس) سیکھنا شروع کرے تو گویا وہ اپنے تئیں خوش گوار روک تھام کے تحت رکھتا ہے اور اس نا تربیت یافتہ بچے کی مصیبتوں سے بچا رہتا ہے جسے اول اول ہر طرح کی آزادی حاصل ہوتی ہے اور بعد میں اسی آزادی کے استعمال پر اس کے والدین اسے تنبیہ اور ملامت کرتے ہیں کسی بچے سے ایسا سلوک کرنا ایک واقعی ظلم ہے۔ پہلے اس سے ایسا برتاؤ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے کو مختار کل سمجھنے لگتا ہے اور پھر اُسے ملامت کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس سے یا تو دب جاتا ہے اور یا بالکل بے لحاظ ہو جاتا ہے ہر صورت میں وہ اپنی طبعی حالت میں نہیں ہوتا۔ اور نہ مطمئن ہوتا ہے۔ نہ تو وہ اوروں سے خوش ہوتا ہے۔ اور نہ اپنے سے۔ جب وہ بڑا ہو کر مدرسہ جانے کے لائق ہوتا ہے تو وہاں اس کی زندگی اور بھی مصیبت کی ہوتی ہے وہاں دوسرے بچوں میں وہ مختار کل نہیں ہوتا بلکہ ان میں ان ہی جیسا ایک ہوتا ہے۔ ایک ہی قسم کے قواعد کے تحت دوسروں کے ساتھ کھیل اور کھلونوں میں شریک ہونے میں شریک، اور ایسے قواعد کے تابع

جنھیں وہ پہلے سے نہیں جانتا۔ نیز مہربانی کے قوانین، بے غرضی، ہمدردی اور استاد کے اشاروں کے متابعت۔ جو بچہ تھوڑی سی خود ضبطی (ضبط نفس) سیکھ گیا ہے اُسے نہ تو خوف زدہ بچے کی بزدلی کے درد سہنے پڑتے ہیں۔ نہ دوسروں کے سامنے مجبوراً جھکنے کی ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔

مفلوک الحال علاقوں کے مدارس میں بعض بچوں میں خودداری کی کمی ہوتی ہے۔ وہ بے چارے ابھی سے بتدی بھکاری اور چاپلوسی کرنے والے چھوٹے خوشامدی ہوتے ہیں۔ یہ بچے جو اکثر خراب اور مفلس گھروں سے آتے ہیں، آزادی اور خود اعتمادی کیلئے ہر طرح کی ہمت افزائی کے مستحق ہوتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ انھیں محسوس کرایا جائے کہ وہ خود اپنے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں، تاکہ وہ بھکاریوں گداگروں اور دوسروں کی خیرات پر بسر کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ نہ کریں بلکہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے رہنا سیکھیں۔ کنڈرگارٹن عمر کا بچہ بھی اس قابل ہوتا ہے کہ وہ عمل کی فضیلت سے آگاہ ہو کر یہ کہنے کی مسرت حاصل کرے کہ "یہ سب میرا کام ہے" اور "میں اسے خود کر سکتا ہوں"، مفلوک الحال بچوں کو مدرس یہ دکھا سکتا ہے کہ فیاض لوگوں کے وہموں کی پابندی سے یہ کہیں بہتر ہوگا۔ کہ وہ خود اچھے کام کرنے والے بنیں اور کام کی قابلیت حاصل کرکے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر معزز بنیں۔

صفائی ستھرائی سے متعلق تربیت کے بارے میں ایک اور عنوان کے تحت بحث ہو چکی ہے ایک اور مسئلہ جو مدرس کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ وہ حقارت نفس کی الجھن میں پھنسا ہوا بچہ ہے جس سے والدین نے پہلے کی سی شفقت اور آزادی روک لی ہے اور جس کی کسی نقصان یا اور سبب سے تحقیر یا لعنت ملامت ہوتی ہے۔ اس قسم کی مثالیں غریب اور خوشحال دونوں قسم کے گھرانوں میں یکساں طور پر ملتی ہیں۔ لڑکے ماؤں کے لاڈلے ہوتے ہیں اور لڑکیوں سے غفلت کی جاتی ہے یا سیاہ فام بچے کی جانب وہ توجہ نہیں ہوتی جو گورے رنگ کے بچے کو دی جاتی ہے۔ والدین کے اس ظلم کا بدقسمت بچے پر بہت گہرا اور ضرر رساں اثر پڑتا ہے۔ مدرس کا یہ کام ہے کہ ایسے بچے میں مسرت بخش خود اعتمادی کو نشوونما دے۔ اس کام کو کسی نمایاں ترحم کے طور پر نہ کرنا چاہئے۔ ورنہ یہ کام اس قدر جاذب توجہ ہو جائے کہ جماعت کے اور لڑکوں کو اس کی خبر ہو جائے۔ مدرس کو چاہیئے کہ بچے میں اپنی ذات کی تحقیر کے جو تاثرات ہیں ان پر اسے غالب آنیکا موقعہ دے اور ان کی بجائے اس میں درست خیالی اور مسرت پیدا کرے اور والدین کے سلوک سے بیچارگی اور حماقت کے جو تاثرات پیدا ہوئے ہیں ان کی بجائے

خود اعتمادی قائم کرے۔ اس تغیر کو پیدا کرنے کے طریقے اس رپورٹ کے احاطہ سے باہر ہیں لیکن یہ بتانا بیجا نہ ہو گا کہ نفسیات طفلی میں ٹریننگ سے مدرس کو اس مقصد کے حصول کے صحیح طریقے معلوم ہو جائیں گے۔

خانگی استاد کا تھوڑا ذکر ہو چکا ہے خانگی استاد رکھنے کا دستور درحقیقت بچے کو باغی بناتا ہے۔ وہ دن بھر کی مصروفیت کے بعد دماغی اور جسمی لحاظ سے صحت بخش طور پر تھکا ماندہ گھر پہنچتا ہے۔ اور قدرتی اور خوش گوار آرام حاصل کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اب اگر اسے پھر کام پر لگا دیا جائے جب کہ اس کے تھکے ہوئے جسم و دماغ راحت کے طالب ہوتے ہیں تو انجان طور پر اس سلوک پر وہ بغاوت کرتا ہے۔ اور اگر خانگی استاد جیسا کہ علی العموم ہوتا ہے، جدید طریقۂ تعلیم سے ناواقف ہے اور مخالف طریقوں سے پڑھانے کی سعی کرتا ہے تو بچہ جان بوجھ کر بغاوت کرتا ہے اوّل تو وہ اپنی مرضی کے خلاف کچھ بھی پڑھائے جانے کی مخالف ہے اور پھر مشکل اور انوکھے طریقے سے پڑھنے کا بھی مخالف ہوتا ہے۔ خانگی مدرس اپنی نیکنامی کی خاطر پڑھانے اور سکھانے کی بھرمار کر دیتا ہے۔ اس پر بچہ بغاوت کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا تھکا ہوا دماغ نہ صرف مشکل حصوں کو سمجھ نہیں سکتا بلکہ جو کچھ اس نے خوشی کے ساتھ مدرسہ میں سیکھا تھا اسے بھی بھول جاتا ہے۔ اس طرح وہ بچہ جو پہلے تیز اور چالاک ہوتا ہے جوں جوں بڑا ہوتا ہے کند ذہن اور سست ہو جاتا ہے۔

جن والدین کو اپنے بچوں کی ترقی میں دلچسپی ہوتی ہے انھیں چاہیئے کہ مدرسہ جا کر اپنے بچوں کی تعلیم اور ترقی کے متعلق مدرس سے گفتگو کریں۔ بچوں کو کام کرتا ہوا دیکھیں۔ اور ہر صبح گھر پر بچے کے کام کو دیکھیں اور اگر مدرس چاہے تو بچے کے کام میں مدد بھی دیں۔ اصولاً کنڈرگارٹن عمر کے بچوں کو کوئی کام گھر پر کرنے کو نہ دیا جائے۔ لیکن والدین بچوں سے ان کے سبق سنکر یا ان کا دستی کام دیکھکر یا کسی اور شکل میں ان کی ترقی سے دلچسپی لے کر ان کی ہمت افزائی کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح مدرسہ اور گھر بچے کی بہبودی کے لئے اتحاد عمل کر سکتے ہیں۔

جو مدرس ہر مہینے یا ڈیڑھ مہینے میں والدین کو مدرسہ بلاتا ہے اور ان کے سامنے ان طریقوں کی توضیح کرتا ہے۔ جن سے وہ بچوں کو شاد، کارآمد اور مشغول رکھتا ہے وہ نہ صرف اس طرح اپنے کو زیادہ مفید بنا کر اپنی بھلائی کر رہا ہے بلکہ وہ اس شخص کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچا رہا ہے۔ جس کے لئے تعلیم کا دھندا ایجاد ہوا ہے، یعنی بچہ۔ اس طرح والدین کو بھی تعلیم کے جدید طریقے اور ان کا

طورِ استعمال معلوم ہوتا رہتا ہے۔ اور جب بچہ گھر پر ہوتا ہے تو وہاں بھی انھیں طریقوں کے موافق بچے کی پرداخت ہوتی ہے۔

ایسے مدرس کے لئے جو بچوں کی سیرت سازی کے عمل کو کامیاب بنانا چاہتا ہے۔ ٹریننگ کالج میں نفسیاتِ تعلیم اور تعلیمِ صبیان کی۔ ٹریننگ حاصل کرنا لازم ہے اور یہ امید کی جاتی ہے کہ نوجوان طالب علم مستقبل کی قوم کی سیرت سازی کی بھاری ذمہ داری کو اختیار کرنے سے پیشتر اس قسم کی بیش قیمت امداد سے ضرور استفادہ حاصل کریگا۔

جس مدرسہ میں معلمات بھی ہوں وہاں کنڈرگارٹن میں مخلوط تعلیم (Co. Education) سے بچوں کو بہت فائدہ ہوسکتا ہے اور جہاں کنڈرگارٹن کے لئے علیٰحدہ عمارت ہو ان مدارس میں معلمات کے تقرر کو ممکن سمجھنا چاہیئے لیکن اگر سب مدرسین مرد ہوں تو اس ملک میں کئی لحاظ سے مخلوط تعلیم (Co. Education) مناسب نہیں۔

نمونہ وقت نامہ کنڈرگارٹن کلاس

وقت	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	ترشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۹-۰	اجتماع طلبہ اور دعا					
۹-۱۰	مکالمہ	باغ بانی	تصویری مکالمہ	باغ بانی	مکالمہ	باغ بانی
۹-۳۰	اعداد	اعداد	اعداد	اعداد	اعداد	اعداد
۹-۵۰	تمثیلی ڈرل	تمثیلی ڈرل	ڈرل سے متعلق کھیل	باقاعدہ کھیل	باقاعدہ کھیل	باقاعدہ کھیل
۱۰-۰	تعلیم السنہ					
۱۰-۳۰	وقفہ					
۱۰-۴۵	دستی مشاغل یا آلات	دستی مشاغل	دستی مشاغل یا آلات	دستی مشاغل	دستی مشاغل یا آلات	دستی مشاغل
۱۱-۰	قصے	تصویر سے متعلق گفتگو	مناظر قدرت	قصے	تصویر سے متعلق گفتگو	مناظر قدرت
۱۱-۲۰	گانا	اداکاری	گانا	اداکاری	گانا	اداکاری
۱۱-۴۰	فعلیت (مصروفیت)	نظم	فعلیت (مصروفیت)	نظم	فعلیت (مصروفیت)	نظم (لوریاں)
۱۲-۰	کھانا	کھانا	کھانا	کھانا	کھانا	کھانا
۱-۰	دستی مشاغل	آلات یا دستی مشاغل	دستی مشاغل	آلات یا دستی مشاغل	دستی مشاغل	آلات یا دستی مشاغل
۱-۳۰	الوا					
۱-۴۰	قیلولہ (استراحت)	قیلولہ (استراحت)	قیلولہ (استراحت)			
۲-۱۵	کھیل	کھیل	کھیل	کھیل	کھیل	کھیل
۲-۴۵	برخاست					

عبوری جماعت

وقت	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	ترشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۹-۰	اجتماع طلبہ اور دعا					
۹-۵	حساب	حساب	حساب	حساب	حساب	حساب
۹-۳۰	باغ بانی	ڈرل	باغ بانی	ڈرل	باغ بانی	ڈرل
۹-۵۰	پڑھنا (خواندگی)	پڑھنا (خواندگی)	پڑھنا (خواندگی)	پڑھنا (خواندگی)	پڑھنا (خواندگی)	پڑھنا (خواندگی)
۱۰-۲۰	لکھنا	لکھنا	لکھنا	لکھنا	لکھنا	لکھنا
۱۰-۴۵	وقفہ					
۱۱-۰	تعلیم السنہ					
۱۱-۳۰	اداکاری	گانا	اداکاری	گانا	اداکاری	گانا
۱۲-۰	کھانا	کھانا	کھانا	کھانا	کھانا	کھانا
۱-۰	دستی مشاغل	مطالعہ قدرت	دستی مشاغل	رنگ کاری	قصے	لفظ بنانا
۱-۳۰	دینیات	ڈرائنگ	مطالعہ قدرت	دینیات	قصے	ڈرائنگ
۲-۰	الوا					
۲-۱۰	کھیل	کھیل	کھیل	کھیل	کھیل	کھیل
۲-۴۵	برخاست					

غلط نامہ

کنڈرگارٹن سب کمیٹی رپورٹ

سخت افسوس ہے کہ بعض مجبوریوں اور ناگزیر اسباب کی بنا پر اس رپورٹ میں کافی غلطیاں رہ گئیں اور خاطر خواہ سنگ سازی نہ ہو سکی۔ ناظرین ہیں معاف فرمائیں اور تصحیح فرمالیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١	١٢	ہوتا ہے	ہوتا تھا	١٨	١	صوت	صورت
٣	٦	تندست	تندرست	″	٥	بھی	یہ بھی
″	٢١	ہولئی ہوتی	ہوتی ہے	″	١٩	پڑھالے	پڑھانے
٥	٢٣	آیندہ حل کرکڑی	آیندہ چل کرکڑی	″	٢٥	اُن کا	اُن کو
		دہات	دھات	٢٠	١٧	عورتوں	صورتوں
″	٢٤	اورنیز	نیز	٢١	٣	ڈپلوما	ڈپلوما دار
٦	٢٥	لائق احتناب چیز	لائق اجتناب	″	٥	ڈپلوما	ڈپلوما دار
		تقریباً	چیز یا تقریباً	″	١٢	درجنوں	درجنوں
٧	١٠	کوئی بھی	جو بھی	٢٢	٢	مدرسہ	زائد خارج ہو
٩	٨	نگیں	رنگیں	″	١٢	لیں	ملیں
١١	٢٣	بالیہ گی	بالیدگی	″	١٣	بہت کم	قلم زدہ ہو
١٢	١٩	اُس کے	اُن کے	″	١٤	حقیقت	خفیف
″	٢١	خریدنے کا	خریدنے سے	″	١٥	پایا گیا	پایا
١٣	١٣	سکھاتی ہے	سکھاتا ہے	″	٢٠	سوءتغذیہ	سوئےتغذیہ
″	١٨	کا	کو	″	٢١	بعد دوپہر	سہ پہر
١٣	٢٠	تقلید	علامت وقفہ۔	″	٢٣	اجھی	ابھی
			دی جائے	٢٣	٥	دو اور	دوسبق اور یہ
″	٢٢	دریافت	علامت وقفہ۔	″	٢٥	ہوتا ہے	ہوتی ہے
			دی جائے۔	٢٤	٢١	یا تودب جاتا ہے	یا تو وہ دب جاتا
١٤	٩	من کی موج	مَن کی موج			اور	ہے یا
″	٩	بےنقطوں	بےنقطوں	٢٥	٧	سنئے	لیے
″	١٦	کنڈرگارٹن ہیں	کنڈرگارٹن	٢٥	٨	غیرات	خیرات
		ہابلکہ	بلکہ	″	١	نیز	یعنی
″	٢٠	کے	کے لئے	٢٦	١٠	جانےکی	جانے کا
١٦	١٢	جاعتیں	جماعت میں	″	١٩	سنکو	سُن کر
١٧	١	ہونے دیں	ہونے دیں اور	٢٧	٦	بیش قیمیت	بیش قیمت
″	١٠	کوناچاہئے	کرناچاہئے				

حیدرآباد [illegible] ۳۷-۲۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانۂ جامعۂ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمات، مجلس انتظامی، صدور شعبہ جات و نصاب پانچ کتابیں ایک ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۲- اساتذہ جامعۂ عثمانیہ و کلیات ملحقہ و دیگر عہدہ داران جامعہ تین کتابیں ایک ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے۔ اور اراکین دارالترجمہ و مترجمہ شدہ دو کتابیں بی اے اور انٹرمیڈیٹ و تحتانی جماعتوں کے

۳- طلبائے ایم اے، ایل ایل بی اپنے پاس رکھ سکینگے۔ طلبہ تین کتابیں دو ہفتہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے اگر اس غرض کے طلبہ پانچ کتابیں ... تو طلبہ سے حساب لیا جائیگا۔

۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ کی جائیں تو فی کتاب ایک آنہ یومیہ جرمانہ لیا جائیگا۔

۵- بشرط موقع کتابیں گھر لیجانے کی اجازت دی جاسکیگی۔ کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶- کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو قیمت یا تاوان ... ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ نہیں لگایا جائے۔

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں باہر نہیں جا سکینگی۔ فقط